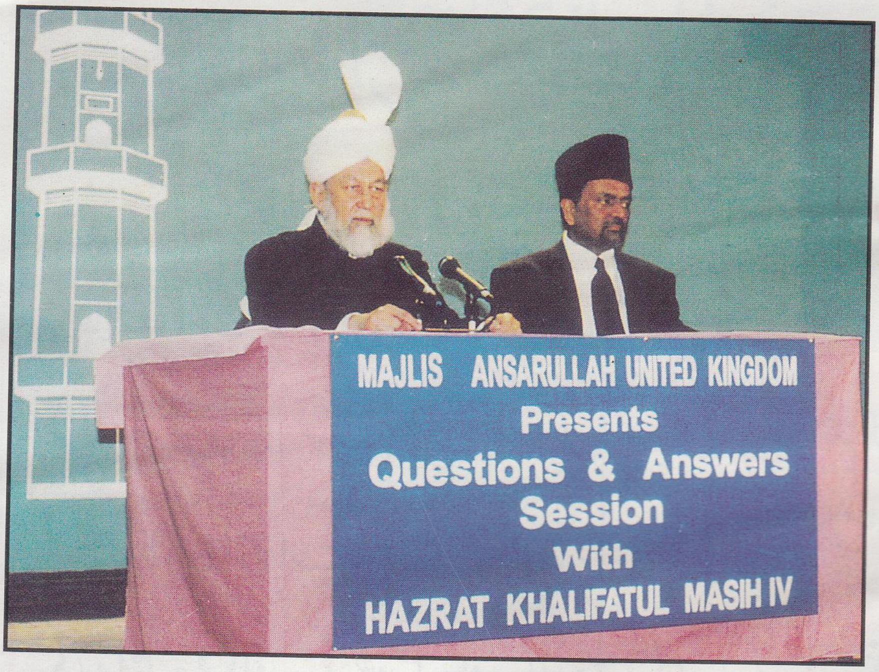
مجلس انصار اللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع

ماہنامہ
انصار اللہ



سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس سوال وجواب سے خطاب فرما رہے ہیں



مجلس انصار اللہ برطانیہ کے اجتماع میں سامعین کرام کا ایک منظر

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

اگست ۲۰۰۰ء

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماھنامہ
انصاراللہ ربوہ

ظہور ۱۳۷۹ ہش

اگست ۲۰۰۰ء

ایڈیٹر
نصراللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد

مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :۔ دفتر ماہنامہ انصاراللہ

دار الصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

اس شمارہ میں

جلد نمبر ــــــ ۴۱

شمارہ نمبر ــــــ ۸

شرح چندہ

پاکستان ــــــ ستر روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ــــــ سات روپے

جلسہ سالانہ برطانیہ کے روح پرور نظارے

آسمانی نوشتوں کا مہتم بالشان ظہور

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ اب ایک عالمگیر حیثیت اختیار کر گیا ہے خصوصاً جب سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بابرکت اجتماع میں رونق افروز ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ تمام اعلیٰ مقاصد خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عالمگیریت اور قومی وحدت واخوت کی نشوونما ہو رہی ہے جس کی خبر ہمارے رب ذوالجلال نے دی تھی۔

ماہ جولائی کے آخری ایام کے ان دلکش اور ایمان افروز مناظر نے ہر صاحب ایمان وایقان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا جب انگلستان کی سرزمین وحدت اور محبت واخوت کی آماجگاہ بنی ـــ اس عظیم الشان جلسہ میں دنیا کے اکثر ممالک سے ۲۳,۰۰۷ سے زائد شرکائے جلسہ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوئے۔ اسی طرح امسال دنیا بھر سے چار کروڑ تیرہ لاکھ سے زائد نفوس کے احمدیت کی آغوش میں آنے' دنیا کی بیشتر زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت' ہزاروں بیوت الذکر کے احمدیوں کے زیر انتظام سجدہ گاہیں بننے کی روح پرور خبریں ہم نے اپنے پیارے امام کی مبارک زبان سے سنیں اور سب سے بڑھ کر اس ایمان افروز منظر کو دیکھا جب بادشاہوں نے مسیح پاکؑ کا تبرک پا کر اسے نہایت عقیدت اور فرط محبت سے سینے سے لگایا چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ساتھ یہ وعدہ کہ "میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" پورا ہوتے دیکھا۔

یہ بھی سنت اللہ ہے کہ بعض الٰہی وعدے خدا کے مامور کے ہاتھوں پورے ہوتے ہیں اور بعض اس کے خلفاء کے ذریعہ سے منصۂ شہود میں آتے ہیں۔ چنانچہ اسی سنت اللہ کے مطابق اور الٰہی منشاء کہ ۱۰۰ سال پہلے کے واقعات کو آج دہرایا جا رہا ہے یہ آسمانی خبریں پوری شان سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ حضرت اقدسؑ کو ایسی ہی ایک آسمانی خبر دی گئی تھی جس کا ذکر حضرت اقدس کی تصنیف تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۰ء میں ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"..... دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔ اور دنیا میں .... یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اسی خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۲)

مذکورہ بالا پیشگوئی کے ساتھ ہی حضرت اقدسؑ نے خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کا بھی ذکر فرمایا کہ

"تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔" (ایضاً)

پس آج سو سال بعد ان "برکات کا دوبارہ نور ظاہر" ہو رہا ہے اور حضرت اقدسؑ کی مبارک نسل سے خلافت رابعہ پر متمکن' مبارک وجود کے ذریعہ آسمانی نوشتوں کا مہتم بالشان ظہور ہو رہا ہے جو اہل بصیرت کے لئے ایک عظیم الشان نشان صداقت ہے۔ جبکہ مخالفین کے لئے باعث عبرت!

امام الکلام

قرآن شریف۔ دنیا کی تمام قوموں کے لئے آیا ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام "چشمہ معرفت" میں فرماتے ہیں :-

"......زمانہ میں ایک ایسا انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور تمدنی دریا کی دھار نے ایک ایسی طرف رخ کر لیا ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کی جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے اور ہزارہا برسوں کے بچھڑے ہوؤں کو پھر باہم ملا دے۔ اور یہ خبر قرآن شریف میں موجود ہے اور قرآن شریف نے کھلے طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کے لئے آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قُلْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ یعنی تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں تم سب کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور پھر فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ یعنی میں نے تمام عالموں کے لئے تجھے رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے۔ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا یعنی ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام دنیا کو ڈرائے۔ لیکن ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے پہلے دنیا کی کسی الہامی کتاب نے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنی رسالت کو اپنی قوم تک ہی محدود رکھا یہاں تک کہ جس نبی کو عیسائیوں نے خدا قرار دیا اس کے منہ سے بھی یہی نکلا کہ "میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔" اور زمانہ کے حالات نے بھی گواہی دی کی قرآن شریف کا یہ دعویٰ تبلیغ عام کا عین موقعہ پر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے بعد نزول اس آیت کہ قُلْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کی طرف دعوت اسلام کے خط لکھے تھے کسی اور نبی نے غیر قوموں کے بادشاہوں کی طرف دعوت دین کے ہرگز خط نہیں لکھے کیونکہ وہ دوسری قوموں کی دعوت کے لئے مامور نہ تھے۔ یہ عام دعوت کی تحریک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہی شروع ہوئی اور مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اور اس کے ہاتھ سے کمال تک پہنچی۔" (روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۷۶، ۷۷)

کلام الامام

قانون شریعت' قانون اخلاق' قانون تمدن

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی........دیباچہ القرآن میں فرماتے ہیں :-

"......انبیاء کے ذریعہ سے دنیا میں جو تکمیل ہوئی ہے وہ کم وبیش تین طرح ظاہر ہوتی ہے ایک قانون شریعت کے ذریعہ سے' دوسرے قانون اخلاق کے ذریعہ سے' تیسرے قانون تمدن کے ذریعہ سے- قرآن کریم چونکہ اعلیٰ اور اکمل کتاب ہے اس نے ان تینوں شقوں کو بیان کیا ہے- قانون شریعت اور قانون اخلاق کو مکمل طور پر اور قانون تمدن کو اصولی طور پر- کیونکہ قانون تمدن میں انسان کو بہت سے اختیارات دیئے گئے ہیں- قانون اخلاق کے متعلق قرآن شریف نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ اخلاق فاضلہ در حقیقت نام ہے طبعی جذبات کو صحیح طور پر استعمال کرنے کا- پس طبعی جذبات کو مار دینا یا حد سے زیادہ ان میں منہمک ہو جانا یہ اخلاقی گناہ ہوتا ہے جو طبعی جذبات کو مارنا چاہتا ہے وہ قانون قدرت کا مقابلہ کرتا ہے جو طبعی جذبات کے پورا کرنے میں منہمک ہو جاتا ہے وہ اپنی روح کو بھول جاتا ہے اور مذہب کو نظر انداز کر دیتا ہے اور یہ دونوں باتیں خطرناک ہیں- تم قانون قدرت کو بھی نہیں چل سکتے اور تم قانون شریعت کو بھی نہیں چل سکتے- اسی اصل کے ماتحت قرآن کریم فرماتا ہے کہ دنیا میں تمام چیزیں حلال ہیں کیونکہ وہ انسان کے فائدہ کے لیے پیدا کی گئی ہیں- ہاں صرف اس صورت اور اس شکل میں ان کے استعمال پر حد بندی لگائی جاتی ہے- جس صورت اور جس شکل میں وہ انسان کے لیے مضر ہو جاتی ہیں- اس قانون کے ماتحت اسلام کے رو سے شادی نہ کرنا نیکی نہیں گناہ ہے کھانے پینے اور پہننے کے متعلق طیب چیزوں کا استعمال نہ کرنا نیکی نہیں گناہ ہے' کیونکہ اس میں قانون قدرت کی ہتک اور اس کا مقابلہ ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی ناشکری ہے- لیکن انہیں چیزوں میں پڑ جانا اور ان کے استعمال میں غلو اور اسراف سے کام لینا یہ بھی گناہ ہے- کیونکہ اس طرح انسان اپنی روح کو بھول جاتا ہے اور اصل مقصد انسانی زندگی کا روح کو کامل کرنا ہی ہے- جس طرح وہ شخص گنہگار ہے جو کام ہی کرتا رہتا ہے اور کھانا نہیں کھاتا کیونکہ وہ مر جائے گا اور اس کا کام مکمل نہیں ہوگا- اسی طرح وہ شخص بھی گنہگار ہے جو کھانا ہی کھاتا رہتا ہے اور کام نہیں کرتا- کیونہ وہ شخص ذرائع کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور مقصود کو بھول جاتا ہے- بغیر ذرائع کے مہیا کرنے کے مقصد حاصل نہیں ہوتا اور بغیر صحیح مقصد کو پیش نظر رکھنے کے صحیح ذرائع مہیا نہیں کیے جا سکتے ہیں-"

(دیباچہ تفسیر القرآن ۳۱۹)

عربی منظوم کلام

فِیْ فَضَائِلِ الْقُرانِ

لَمَّا اَرَی الفُرْقَانُ مَیَّسَمَہُ تَرَدّیٰ مَن طَغٰی　　مَنْ کَانَ نَابِغَ وَقتِہٖ جَاءَ المَوَاطِنَ اَلثَّغَا

جب قرآن نے اپنی شکل دکھلائی تو ہر یک طاغی نیچے گر گیا جو شخص اپنے وقت کا فصیح اور جلد گو تھا وہ کند زبان ہو کر میدان میں آیا

وَاِذَا اَرَیٰ وَجْھًا بِاَنوَارِ الْجَمَالِ مُصَبَّغَا　　فَدَرَی الْمُعَارِضُ اَنَّہٗ اَلغَا الفَصَاحَۃَ اَوْلَغَا

اور جب قرآن نے اپنا ایسا چہرہ دکھایا جو انوار جمال سے رنگین تھا تو معارض سمجھ گیا کہ وہ قرآن کے معارضہ میں فصاحت بلاغت سے دور ہے اور لغو بک رہا ہے

مَنْ کَانَ ذَاعَیْنِ النُّھٰی فَالِی مَحَاسِنِہٖ صَغٰی　　اِلاَّ الَّذِیْ مِنْ جَھلِہٖ اَبغَی الضَّلاَ لَۃَ اَوْ بَغٰی

جو شخص عقل مند تھا وہ قرآن کے محاسن کی طرف مائل ہو گیا ہاں وہ باقی رہا جو گمراہی کا مدد گار بنا اور ظلم اختیار کیا

عَیْنُ الْمَعَارِفِ کُلِّھَا اٰتَاہُ حِبٌّ مُبْتَغٰی　　لاَیُنْبَئَنَّ بِبَحْرِہٖ الذَّخَّارِ کَلْبًا مُّوْلَغَا

تمام معارف کا چشمہ خدا تعالیٰ نے قرآن کو دیااور اس کے بحر زخار سے اس کتے کو خبر نہیں دی جاتی جس کو تھوڑا سا پانی پلایا جاتا ہے

اِقبَلْ عُیُونَ عُلُومِہٖ اَو اَعرِضَنْ مُستَوْلِغَا　　وَاْتبَعْ ھُدَاہُ اَوِ اعْصِہٖ اِنْ کُنْتَ مُلْغًا مُّتِّغَا

اس کے علموں کے چشمے قبول کر- یا بے حیا بیباک کی طرح کنارہ کر اور اس کی ہدایت کا فرمانبر دار ہو جایا اگر احمق فحش گو اور دین کو تباہ کرنے والا ہے تو نافرمان بن جا

مَا غَادَرَ الْقُرْانُ فِی الْمَیْدَانِ شَابًّا بُزْرَغَا　　قَتَلَ الْعِدَا رُعْبًا وَّ اِنْ بَارَی الْعَدُوُّ مُسَبِّغَا

قرآن نے میدان میں کسی ایسے جوان کو نہ چھوڑا جو جوانی میں بھرا ہوا تھا- دشمنوں کو اپنے رعب سے قتل کیا اگرچہ دشمن زرہ پہن کر آیا

قَدْ اُنْکَرُوْا جَھْلاً وَمَا بَلَغُوْہُ عِلْماً مُبْلَغَا　　حَتّٰی انْشَنَوا کَالْخَائِبِیْنَ وَاَضْرَمُوْا نَارَالْوَغَا

مخالفوں نے جہل سے انکار کیا اور اس کے مقام بلند تک ان کا علم نہ پہنچ سکا یہاں تک کہ مقابلہ سے نومید ہو گئے اور جنگ کی آگ کو بھڑکایا

(نور الحق جلد اول روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۱۶۴)

فارسی منظوم کلام

کاخ دل ما شد ز ہماں نافہ معطر

از وحئ خدا صبح صداقت بدمیدہ　　　چشمے کہ ندید آں صحف پاک چہ دیدہ

خدا تعالٰی کی وحی سے صبح صداقت روشن ہو گئی جس آنکھ نے وحی کی یہ پاک کتابیں نہیں دیکھیں اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا

کاخِ دلِ ما شد ز ہماں نافہ معطر　　　واں یار بیامد کہ ز ما بود رمیدہ

ہمارے دل کا محل اس نافہ سے معطر ہے اور وہ محبوب جو ہم سے بھاگا ہوا تھا پھر آ گیا

آں دیدہ کہ نورے نگرفت ست ز فرقاں　　　حقا کہ ہمہ عمر ز کوری نہ رہیدہ

وہ آنکھ جس نے قرآن سے نور اخذ نہیں کیا- خدا کی قسم وہ ساری عمر اندھے پن سے خلاصی نہ پائیگی

آں دل کہ مجزا زوئے گل گلزار خدا جُست　　　سوگند تواں خورد کہ بوئیش نشمیدہ

وہ دل جس نے اسے چھوڑ کر خدا کے گلزار کا پھول ڈھونڈا ہم قسم کھا سکتے ہیں کہ اس شخص نے اس کی خوشبو ہی نہیں سونگھی-

با خور ندہم نسبت آں نور کہ بینم　　　صد خور کہ بہ پیرہن او حلقہ کشیدہ

میں سورج سے اس نور کو تشبیہہ نہیں دے سکتا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے گرد سینکڑوں آفتاب حلقہ بنائے کھڑے ہیں

بے دولت وبدبخت کسانے کہ ازاں نور　　　سر تافتہ از نخوت و پیوند بریدہ

وہ لوگ بدقسمت اور بد نصیب ہیں جنہوں نے اس نور سے تکبر کی وجہ سے روگردانی کی اور تعلق توڑ لیا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۳۲۵)

قرارداد تعزیت بروفات محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب

مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان اپنے اس خصوصی اجلاس میں محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب ابن محترم پروفیسر علی احمد صاحب بھاگلپوری کی رحلت (۱۷۔ جون ۲۰۰۰ء) پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ آپ ۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئے۔ برصغیر کی مشہور یونیورسٹی علی گڑھ سے بی۔ اے تک تعلیم پائی اور بی۔ اے میں یونیورسٹی بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۳۶ء میں ہی اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی تھی لیکن تعلیم کا سلسلہ جاری تھا۔ آپ نے ایم۔ اے میں داخلہ لیا لیکن حضرت المصلح الموعود..... کے ارشاد کہ "ہمیں ایم۔ اے کی ضرورت نہیں" پر آپ نے تعلیم کو خیرباد کہا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدمت دین میں مشغول ہوگئے۔ آپ کو خدا کے فضل سے یکم جولائی ۱۹۴۰ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء تک ۴۵ سال خدمت کی توفیق ملی۔ جس کے بعد دل کے عارضہ کی وجہ سے صاحب فراش ہوگئے۔

آپ نے ابتدائی دس سال سندھ میں بطور لوکل ایجنٹ ایم۔ این سنڈیکیٹ گزارے جہاں پر آپ نے تحریک جدید اور حضرت المصلح الموعود..... کی زمینوں کی نگرانی کی۔ ۱۹۵۰ء میں تحریک جدید میں وکیل مقرر ہوئے اور ۱۶ فروری ۱۹۵۰ء تا ۲۱ جولائی ۱۹۶۱ء وکیل التعلیم ۲۲ جولائی ۱۹۶۱ء تا ۳۰۔ اپریل ۱۹۶۹ء وکیل زراعت اور یکم مئی ۱۹۶۹ء تا ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء وکیل الدیوان کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ دو مرتبہ قائمقام وکیل الاعلیٰ بھی مقرر ہوئے۔ آپ کو ایک سعادت یہ بھی حاصل تھی کہ ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو حضرت المصلح الموعود..... نے آپ کا نکاح اپنی صاحبزادی محترمہ امتہ الرشید صاحبہ سے پڑھا۔ جو حضرت سیدہ امتہ الحئی صاحبہ کی صاحبزادی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول..... کی نواسی ہیں۔

آپ کا انتقال ایک مخلص خادم دین کا انتقال ہے۔ آپ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ امتہ الرشید بیگم صاحبہ کے نام فیکس میں ارشاد فرمایا:۔

"میں ان کی نیک طبیعت اور میٹھے۔ دھیمے مزاج کا خادم دین ہونے کے حوالہ سے ان کے لئے محبت و احترام کے جذبات رکھتا ہوں"

آپ نے اہلیہ محترمہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

ہم ممبران مجلس تحریک جدید اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، آپ کی زوجہ محترمہ صاحبزادی امتہ الرشید بیگم صاحبہ۔ آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب اور صاحبزادیوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم میاں صاحب موصوف کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرماتا رہے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(سکرٹری مجلس تحریک جدید)

مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کی قرارداد تعزیت

بروفات مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ

جماعت کے ایک نہایت فدائی خادم مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ مورخہ ۲۲ مئی ۲۰۰۰ء کو بعارضہ قلب ایک نہایت مختصر علالت کے بعد لاہور میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ موصوف سیالکوٹ کے ایک نہایت مخلص خاندان یعنی محترم خواجہ عبدالرحمان صاحب مرحوم کے فرزند ارجمند اور مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب امیر جماعت ضلع سیالکوٹ کے بڑے بھائی تھے اور مکرم چوہدری اسد اللہ خاں صاحب مرحوم (امیر جماعت احمدیہ لاہور) کے داماد تھے۔ جماعت کے لئے ہمیشہ ایک نڈر اور بے خوف سپاہی کی طرح ہر وقت خدمات سرانجام دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات پر جو پیغام بھجوایا اس میں تحریر فرمایا۔ ”خواجہ سرفراز احمد صاحب جماعت کے عظیم سپوت تھے۔ جن کی خدمات آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔“

آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود اور خصوصاً خلافت سے بے پناہ محبت تھی اور اسی نسبت سے سلسلہ کے جملہ خدام کا بھی ان کے دل میں بڑا احترام تھا۔ ۱۹۷۴ء کے پر آشوب دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کو جماعت اور افراد جماعت پر پاکستان کے طول و عرض میں قائم کئے جانے والے مقدمات کی پیروی کے لئے مقرر فرمایا تھا اور آپ نے اپنی وفات تک یہ بے لوث خدمت نہایت جانفشانی، دلیری اور مستعدی سے سرانجام دی۔ اس خدمت کی انجام دہی کے لئے آپ کو ہر ماہ کئی بار مختلف مقامات کے سفر اختیار کرنے پڑتے مگر آپ ہمیشہ ہر جگہ پہنچتے اور ان مقدمات میں بھرپور نمائندگی فرماتے۔ آپ کی ایک بہت بڑی خوبی بے خوفی جرأت کے ساتھ ساتھ عاجزی اور انکساری بھی تھی۔ جماعت کے ہر طبقہ میں آپ گھل مل جاتے اور ہر شخص سے اس کی سطح پر اتر کر گفتگو کرتے۔

۱۹۸۴ء سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو مجلس تحریک جدید کا ممبر بھی نامزد فرمایا تھا اور یہ سعادت تادم آخر آپ کو حاصل رہی۔ ہم ممبران مجلس تحریک جدید آج کے اس اجلاس میں مرحوم کے پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر و جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جماعت کو ان کا نعم البدل بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

(سیکرٹری مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

شمائل النّبویة

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات زندگی

؎ بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش جب سے دل میں ترا نقش جمایا ہم نے

(۵)

از: ایڈیٹر

یہ امر واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور مطہر زندگی کا لمحہ لمحہ شرف انسانی اور اخلاقی قدروں کی نشوونما کا موجب بنا۔ آپؐ نے بلا امتیاز مذہب و ملت ہر انسان کو محبت کی نظر سے دیکھا اور یہ بات آنحضورؐ کے معمولات میں نمایاں طور پر مشاہدہ میں آتی ہے۔ سراقہؓ بن جعشم نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کو ہجرت کے موقعہ پر آپ کا حسن سلوک دیکھا اور عفو و درگزر کے بعد پروانۂ امن پایا تو اتنا متاثر تھا کہ واپس لوٹ کر دیگر تعاقب کرنے والوں کو بھی روکا اور زندگی بھر اس "خلق عظیم" کا ذکر کرتا رہا۔ ایسا ہی ایک واقعہ اس وجود رحمتؐ کا غزوہ ذات الرقاع کا ہے۔ اس وقت جب کہ آنحضورؐ اکیلے درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے ایک مشرک آیا اور آنحضورؐ کی تلوار لے کر آپؐ پر سونت لی۔ اور کہا مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے آپ نے فرمایا "میرا اللہ۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب سے اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی پھر وہی تلوار آنحضورؐ کے دست مبارک میں تھی وہ مشرک یہ دیکھ کر گھبرایا۔ درگزر کئے جانے کی درخواست کرنے لگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر یہاں تک بھی کہہ دیا کہ وہ توحید و رسالت کا اعلان نہیں کرتا (اس کے باوجود آپؐ نے اسے آزاد کر دیا) وہ اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ــــــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مروت و محبت کے سلوک سے اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ والوں کو کہتا۔

"جِئْتُکُمْ مِنْ عِنْدِ خَیْرِ النَّاسِ۔" (۱)

کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق اور محبت کا سلوک آنحضورؐ کے معمولات کا خاصہ تھا۔ اسی ضمن میں کچھ معمولات کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کچھ اور معمولات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

○ باہمی تحائف کے دینے کی حکمت

آپ ؐ نے جہاں باہمی ملاقات کے وقت سلام مصافحہ کو کینہ اور بغض کے دور کرنے اور محبت بڑھانے کا موجب قرار دیا ہے وہاں مزید محبت کو بڑھانے کے لئے باہمی تحائف دینے کی بھی ہدایت فرمائی۔

حضرت عطاء بن عبداللہ خراسانی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تَصَافَحُوْا یَذْھَبُ الْغِلُّ وَ تَھَادُوْا وَ تَحَابُّوْا السَّحْنَاءَ" (۲)

کہ آپس میں مصافحہ کرو اس سے بغض و کینہ دور ہوگا اور آپس میں تحفے دیا کرو کہ اس سے ایک دوسرے سے محبت بڑھے گی اور رنجش اور کدورت دور ہوگی۔

(۲)　حضرت کلدہ بن حنبل ؓ کی روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ

'مجھے صفوان بن امیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ اور ہرن کے بچے کا گوشت اور ککڑیاں دے کر بھیجا میں حضور ؐ کے پاس بلا اجازت اور بغیر سلام کے چلا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

'اِرْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَأَدْخُلُ '(۳)

پہلے باہر واپس جاؤ پھر السلام علیکم کہو کہ اندر آنے کی اجازت مانگو۔ اس روایت سے واضح ہے کہ تحفہ دینا اگرچہ محبت کے لئے ہے تو اس سے بہتر تحفہ تو سلام کہنا اور آداب ملاقات کا لحاظ رکھنا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر کا اظہار

یوں تو ہر قدم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور جذبات شکر سے معمور ہوتے اور دعائیں کرتے وقت خاص طور پر اس کا اظہار ہوتا جبکہ اس کے فضلوں اور نعمتوں پر خاص طور پر شکر کرنے کی ہدایت فرماتے:۔

(۱)　حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَرَیٰ اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ۔" (۴)

یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ وہ اپنے بندے پر ان نعمتوں کا اثر دیکھے یعنی اس کی خوشحالی اس کا رہن سہن اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ (جبکہ اس میں کبر و اسراف کا پہلو نہ ہو)

(۲)　کسی کے احسان اور نیکی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کا ایک رنگ یہ بھی بیان فرمایا کہ

مومن قناعت کرے اور اپنے سے کمزور اور کم حیثیت شخص کو دیکھے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اِذَا نَظَرَ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْہِ فِی الْمَالِ وَ الْخَلْقِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْہُ۔" (۵)

کہ جب تم میں سے کوئی اپنے سے بڑھ کر مال اور افراد خاندان میں کسی کی فضیلت دیکھے تو اس کی طرف بھی نگاہ کرے جو اس سے نیچے یعنی کم وسائل رکھنے والا ہے۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ مومن کا یہ عمل بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے مترادف ہے۔

(۳) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مَنْ صُنِعَ اِلَیْہِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِہٖ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِی الثَّنَآءِ۔ (٦)

یعنی جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو تو وہ احسان کرنے والے کو کہے جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا تو اس نے شکران نعمت کیا۔

(۴) حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اگر کسی شخص کو تحفہ دیا جائے تو اس کو بھی چاہیئے کہ اس کا بدلہ دے اگر وہ بدلہ دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تعریف کے رنگ میں اس کا ذکر کرے۔

'فَمَنْ اَثْنٰی بِہٖ فَقَدْ شَکَرَہٗ وَ مَنْ کَتَمَہٗ فَقَدْ کَفَرَہٗ۔' (۷)

یعنی جس نے تعریف کے رنگ میں ذکر کیا تو گویا اس نے شکر کا اظہار کیا اور جس نے اس بات کو چھپایا اور کوئی تعریف کا کلمہ تک نہ کہا تو گویا وہ ناشکری کا مرتکب ٹھہرا۔

○ آنحضورؐ کے معمولات میں میانہ روی اور اعتدال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات اور دیگر عام معمولات زندگی میں اعتدال پایا جاتا ہے اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اصولی ہدایت آپؐ کے معمولات کی آئینہ دار ہے۔

(۱) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ثَلَاثٌ مِنْ اَخْلَاقِ الْاِیْمَانِ، مَنْ اِذَا غَضِبَ لَمْ یُدْخِلْہُ غَضَبُہٗ فِیْ بَاطِلٍ، وَمَنْ اِذَا رَضِیَ لَمْ یُخْرِجْہُ رِضَاہُ مِنْ حَقٍّ، وَمَنْ اِذَا قَدَرَ لَمْ یَتَحَاطَ مَالَیْسَ

لَہٗ۔" (۸)

یعنی یہ کہ جب کسی مومن کو غصہ آئے تو غصہ اسے باطل اور گناہ میں مبتلا نہیں کر سکتا اور جب وہ خوش ہو تو وہ خوشی اس کو حق سے باہر نکلنے نہیں دیتی اور جب اسے طاقت ملے تو اس وقت بھی اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا (یعنی تمام صورتوں میں وہ اعتدال اختیار کرتا ہے اور اپنے حق سے تجاوز نہیں کرتا۔)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا:۔

"دین آسان ہے لیکن جو دین پر قابو پانا اور غالب آنا چاہتا ہے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

'فَسدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَ شَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ۔' "(۹)

یعنی میانہ روی اختیار کرو۔ سہولت کے قریب رہو۔ لوگوں کو خوشخبری دو۔ صبح و شام اور رات کے کچھ حصے میں عبادت اور ذکر الٰہی سے اس کی مدد مانگو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات مذکورہ احادیث کے عین مطابق تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

"تین آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کے متعلق دریافت کرنا چاہتے تھے جب انہیں آپ کی عبادت کے متعلق بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور اس کی وضاحت یوں کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بھلا ہماری کیا حقیقت ہے آپ کے تو اگلے پچھلے قصور معاف کر دئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں رات بھر نماز ادا کیا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں صوم الدہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا آخری شخص نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا کبھی شادی نہیں کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ (آپ نے فرمایا)

'وَاللّٰہِ اِنِّی لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّی وَ اَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی۔' "(۱۰)

خدا کی قسم میں تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تقویٰ پر قائم ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سو بھی لیتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میرے عمل سے منہ موڑے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صفت حیاء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا بھی استحیاء میں آتا ہے اور پھر حیا ہی ہے جو انسان کو غلط روش سے روکتی ہے اور اس کی سیرت کو حسن بخشتی ہے اور جب حیا اٹھ جائے تو ادب، اطاعت، وقار اور اکرام آدمیت کی خوبیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ حضرت ابو مسعود انصاری ؓ کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے گذشتہ انبیاء کا یہ حکیمانہ قول یوں بیان فرمایا ہے۔

"اِذَالَمْ تَسْتَحْیِیْ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ۔" (۱۱)

کہ جب حیا اٹھ جائے تو پھر انسان جو چاہے کرے

صفت حیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کا حسن تھا حضرت قتادہ ؓ کی روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری ؓ نے بیان کیا

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَشَدُّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِیْ خِدْرِھَا وَ کَانَ اِذَا کَرِہَ شیئاً عَرَفْنَاہُ فِیْ وَجْھِہٖ۔" (۱۲)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو اس کا اثر ہم آپ کے چہرہ مبارک سے محسوس کرتے یعنی آپ کے چہرے کو دیکھ کر پتہ چل جاتا کہ آپ کو یہ بات ناپسند ہے (یعنی اس کا اظہار زبان سے نہ فرماتے)

○ نرمی اور رفق کا طرز عمل

آنحضرت ﷺ نے رفق حلم اور بردباری کی تعلیم دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی رفق پسند ہے اور یہ ایسی اچھی عادت ہے جو انسانی اخلاق میں حسن اور زینت کا باعث ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں رفق اور نرمی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

"ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا لوگ کھڑے ہو گئے کہ اس پر ٹوٹ پڑیں اور پکڑلیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

' دَعُوْہُ وَاَرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِہٖ سَجْلاً مِّنْ مَّآءٍ اَوْ ذَنُوْباً مِّنْ مَّآءٍ فَاِنَّمَا

بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ۔“ (۱۳)

یعنی اسے چھوڑ دو اور پانی کا ایک ڈول بہا دو تاکہ پیشاب کا اثر زائل ہو جائے‘ کیونکہ تمہیں آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے تنگی کرنے والے اور سختی سے پیش آنے والے بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

○ قرض کی ادائیگی کے لئے آنحضورؐ کا ایک ارشاد اور دعا

معاشرتی زندگی میں کبھی قرض کی حاجت پڑتی ہے اور قرض خواہ اور مقروض کے درمیان رنجش بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی وصولی میں سخت رویہ یا قرض دینے والے کا ادائیگی میں ٹال مٹول اور وعدہ خلافی کو ظلم قرار دیا ہے جبکہ اس کو استطاعت بھی ہو آپ نے یہ ہدایت فرمائی کہ اگر کوئی ادائیگی کا ذمہ دار بنے تو اس قرض خواہ کو مان لینا چاہیے۔ ان اہم ہدایات کے ساتھ آنخضرتؐ نے ایک دعا سکھلائی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

> ”ان کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اور عرض کیا کہ فدیہ آزادی ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ میری مدد فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ بتاؤں جو مجھے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے اور فرمایا تھا کہ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ اس دعا کی برکت سے اس کے ادا کرنے کے سامان کر دے گا تم یہ دعا مانگا کرو:
>
> ’اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔‘“ (۱۴)

یعنی اے میرے اللہ! تیرا دیا ہوا حلال رزق میرے لئے کافی ہو حرام رزق کی مجھے ضرورت نہ پڑے یعنی مجھے حلال رزق دے حرام رزق سے بچا اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا دوسروں سے مستغنی اور بے نیاز کر دے۔

○ مصائب و مشکلات میں صبر کا اعلیٰ نمونہ

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کو سخت تکلیفیں دی گئیں۔ مصائب و آلام میں مبتلا کیا گیا۔ مخالفین کا ظلم و تشدد روز کا معمول تھا اور صبر و ثبات اور استقلال آپؐ کا معمول تھا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ آنحضورؐ نے گذشتہ انبیاء کا نمونہ صبر کا بھی ایسا ہی بیان فرمایا۔ آنخضرتؐ اور آپؐ کے صحابہؓ ایسی مشکلات و مصائب سے گزرے

(۱) حضرت صہیب بن سنانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
(ترجمہ) "مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ یہ فضل صرف مومن کے لئے مختص ہے اگر اس کو کوئی خوشی مسرت اور فراخی حاصل ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اس کی شکر گزاری اس کے لئے اور بھی خیر و برکت کا موجب بنتی ہے اور اگر اس کو کوئی دکھ اور رنج تنگی اور نقصان پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور اس کا یہ طرز عمل بھی اس کے لئے خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ وہ صبر کر کے ثواب حاصل کرتا ہے" (۱۵)

اس طرح مومن کی ہر مصیبت اور تکلیف اس صبر و ثبات سے اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسے مواقع آئے جب آپ کو ایسے صدمات سے گزرنا پڑا کہ جہاں انسانی دل میں طبعاً غم و حزن پیدا ہوتا ہے۔ یہ فطری اور طبعی جذبات آپؐ کے بھی تھے۔

(۲) جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیمؑ کی وفات ہوئی تو حضرت انس بن مالکؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کیفیت دیکھی وہ اس طرح تھی۔

"لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَهُوَ يَكِيْدُ بِنَفْسِهٖ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَ يَحْزُنُ الْقَلْبُ وَ لَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبَّنَا وَاللّٰهِ يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنَّا لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ (۱۶)

یعنی بچہ آپ کی آنکھوں کے سامنے سانس لے رہا تھا حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو تھے آپؐ نے فرمایا آنکھیں آنسو بہاتی ہیں دل غمگین ہے مگر ہم وہی کہیں گے جس پر ہمارا رب راضی ہے۔ اے ابراہیم! ہم تیرے جانے کی وجہ سے غمگین ہیں۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقعہ پر بھی آنحضورؐ نے ایسے ہی کلمات صبر ادا کئے اور لواحقین کو بھی صبر کی ہدایت کی۔ ایک عورت کے قبرستان میں واویلا پر آنحضورؐ نے اس کو صبر کی تلقین کی اور اس کی برہمی پر اپنے صدمات اور ان پر صبر کا ذکر فرمایا۔

(۳) صدمات اور غم کے مواقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کے ذکر میں عام جنازوں' قبرستانوں میں دعاؤں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احترام آدمیت اور شرف انسانیت کا خیال رکھا تو اس میں آپ کے کریمانہ سلوک کی بڑی وسعت تھی جو آج کے تنگ نظر

مذہبی عناصر کے لئے تازیانہ عبرت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو اس پر کھڑے ہو کر فرماتے

"اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ۔" (۱۷)

یعنی اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا مانگو

(۴) پھر پسماندگان کی دلجوئی کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ہدایت فرمائی

"اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَاِذَا رَاَیْتُمْ جَنَازَۃً فَقُوْمُوْا۔" (۱۸)

یعنی موت ایک حادثہ ہوتا ہے جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو پسماندگان کی دلداری کے لئے بلا امتیاز کھڑے ہو جاؤ۔ (یہ جنازہ بھی ایک یہودی کا تھا جب آپ نے یہ ہدایت فرمائی۔)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے معمولات صدمات کے موقعہ پر ایسے تھے جس سے بنی نوع انسان کے ساتھ محبت و شفقت نظر آتی ہے۔ اس حسن اخلاق کے سبھی مورد تھے خواہ کوئی کسی مذہب یا طبقے سے تعلق رکھتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی پاکیزہ نمونہ کو صحابہؓ نے بھی اختیار کیا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ

"سہل بن حنیف اور قیس بن سعد بن عبادہ قادسیہ میں تھے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو یہ دونوں بزرگ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے انہیں بتایا کہ یہ جنازہ یہیں کے کسی باشندے (غیر مسلم) کا ہے یہ سن کر (آنحضورؐ کا عمل بیان کیا اور) کہنے لگے۔

'مَرَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَۃٍ فَقَامَ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّہٗ یَھُوْدِیٌّ فَقَالَ اَلَیْسَتْ نَفْسًا۔'" (۱۹)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ اسے دیکھ کر آپ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا کہ حضورؐ! یہ جنازہ تو یہودی کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا یہ انسان نہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بے حد احترام آدمیت پایا جاتا تھا اور اس کے مطابق آپ کے معمولات اعلیٰ اقدار کے حامل تھے۔

○ آنحضورؐ کی خوش مزاجی اور مزاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ بڑے بے تکلف تھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ بڑی خوش مزاجی اور مزاح آپ کا معمول تھا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی مجالس میں کسی قسم کی گھٹن

نہ تھی بلکہ خوش مزاجی کا رنگ نمایاں ہوتا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ

"کسی بات پر لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

'یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّکَ تُدَاعِبُنَا وَقَالَ: اِنِّی لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔'" (۲۰)

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی کبھی ہم سے مزاح کر لیتے ہیں اس پر آپؐ نے فرمایا میں حق کے سوا کچھ اور نہیں کہتا یعنی میرے مزاح میں خوش مزاجی کے ساتھ حکمت سچائی اور خیر کی باتیں ہوتی ہیں (جس کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس سے محض کسی کو ہنسانا ہو جس طرح بعض لطیفہ گو یا گپ باز کسی کو خوش کرتے ہیں۔)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بچوں اور عورتوں کے ساتھ بھی ہوتا تھا اور اس ذریعہ سے آپ انہیں بڑی حکمت کی باتیں سمجھاتے تھے۔

○ آنحضرتؐ کے سونے جاگنے کے معمولات

قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ آنحضورؐ کے روز و شب ہر کام کی ابتداء و انتہا اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کے ذکر و شکر اور دعاؤں میں گزرتے تھے۔ سفر ہو یا قیام کوئی عام کام یا اہم کام، ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا سے اس کی تائید و نصرت کے طالب ہوا کرتے تھے۔ دن بھر کی مصروفیات اور تھکاوٹ سے عام انسان بستر پر جاتے ہی بہت کچھ بھول جاتا ہے۔ مگر آپ کی عادت مبارک تھی کہ آپ اپنے نفس کا محاسبہ فرماتے اور سوتے اور اٹھتے وقت دعا کیا کرتے۔

(۱)　حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ۔" (۲۱)

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر سونے کے لئے آتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے۔

(۲)　حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں۔

"کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ مِنَ اللَّیْلِ وَضَعَ یَدَہٗ تَحْتَ خَدِّہٖ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا وَ اِذَا اسْتَیْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرِ۔" (۲۲)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جب بستر پر آتے تو اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹتے

اور پھر یہ دعا مانگتے اے اللہ میں تیرے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں اور جب آپؐ بیدار ہوتے تو یہ دعا مانگتے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور بالآخر اسی کے پاس سب نے اکٹھے ہونا ہے۔

حضرت براء بن عازب کی ایک روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضورؐ بستر پر جانے سے قبل وضو کیا کرتے اور دائیں پہلو پر لیٹ کر دعائیں کرتے۔

غرض ہمارے آقا مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے معمولات میں ذکر الٰہی، دعائیں، خوش خلقی، بے تکلفی، ہمدردی، احترام آدمیت اور مخلوق خدا سے محبت کے اوصاف نمایاں تھے۔ آپؐ سب امور دنیا میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم فرماتے جبکہ ہمارے لئے تو خدا تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی کے حصول کے لئے یہی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے فخر الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کی جائے۔ نتیجتہً اللہ تعالیٰ بھی اپنی محبت عطا کرے گا۔

حوالہ جات

(۱) بخاری کتاب المغازی غزوۃ ذات الرقاع (۲) موطا امام مالک باب ماجاء المهاجرۃ (۳) ابو داود کتاب فی الاستئذان (۴) ترمذی کتاب الادب (۵) بخاری کتاب الرقاق باب ماینظر الی من هواسفل منه (۶) ترمذی کتاب البر والصلة (۷) ابو داود کتاب الادب باب فی شکر المعروف (۸) المعجم الصغیر للطبرانی بحوالہ حدیقہ الصالحین صفحہ۷۳۱ (۹) بخاری کتاب الایمان باب الدین یُسرٌ (۱۰) بخاری کتاب النکاح الترغیب فی النکاح و کتاب الایمان (۱۱) بخاری کتاب الادب (۱۲) مسلم کتاب الفضائل باب کثیرۃ حیائهٖ (۱۳) بخاری کتاب الوضوء باب صب الماء علٰی فی المسجد (۱۴) ترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات (۱۵) مسلم کتاب الزهد باب المومن امرهٗ کله خیر (۱۶) مسلم کتاب الفضائل باب رحمة صلی اللّٰه علیه وسلم للصبیان (۱۷-۱۸) ابوداود کتاب الجنائز (۱۹) نسائی کتاب الجنائز باب القیام الجنازۃ اهل الشرک (۲۰) ترمذی ابواب البر والصلة باب ماجاء فی المزاح (۲۱-۲۲) بخاری کتاب الدعوات باب النوم عَلٰی شقِ الایمن۔

ضروری تصحیح

انصار اللہ کے شمارہ ماہ جولائی ۲۰۰۰ء کے صفحہ۲۹ میں ایک جملہ سہواً شائع ہونے سے رہ گیا ہے۔ پیرا گراف نمبر۴ کی پانچویں سطر میں ایک بہائی قلمکار کے بعد الفاظ "کی وضع کی ہوئی روایات پر مبنی بہائیوں کی تاریخ ہے جو روایت دنیا میں کہیں نہیں ملتی بہائی قلمکار ......" درج کر لئے جائیں۔ نیز اسی صفحہ کے دوسرے پیراگراف کی آخری سطر میں کاشفہ نہیں درست لفظ کاشتہ ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

بشر جو خاک کا پتلا دکھائی دیتا ہے
چمک اٹھے تو ستارا دکھائی دیتا ہے
تجلیٔ رخ پر نور کا یہ ہے فیضان
ہر ایک ذرہ چمکتا دکھائی دیتا ہے
انہیں کے حکم سے روشن ہیں مہر و ماہ و نجوم
جدھر بھی دیکھیں اُجالا دکھائی دیتا ہے
یہ سبزہ زار' یہ دریا' یہ دامن صحرا
یہ سب انہیں کا تو جلوہ دکھائی دیتا ہے
اگر کھلے تو ہے فردوس یہ طلسمِ حیات
نہ کھل سکے تو معمہ دکھائی دیتا ہے
یہ صبر و شکر و قناعت کا معجزہ ہے سلیمؔ
ہر ایک قطرہ جو دریا دکھائی دیتا ہے

سلیمؔ شاہجہانپوری

قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ

از قلم: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

(قسط سوم)

حضرت بانی جماعت احمدیہؑ نے اپنی معروف کتاب "نشان آسمانی" میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی (جو نواح دہلی میں ہوئے) کے مشہور قصیدہ کو نقل کیا ہے۔ اور اپنے دعویٰ کو اس قصیدہ کے متعدد امور کا مصداق بیان فرمایا ہے۔ آپ نے یہ قصیدہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "الاربعین فی احوال المہدیین" سے نقل کیا ہے۔ جو ۱۸۵۱ء میں شائع ہوئی۔ اس معروف قصیدہ کو بعد ازاں محض نام کی مشابہت کے باعث حضرت شاہ نعمت اللہ ولی دہلویؒ کی بجائے شاہ نعمت اللہ کرمانوی ایرانی کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ جبکہ حقائق یہ ہیں کہ:۔

۱۔ شاہ نعمت اللہ دہلوی کا زمانہ ۵۶۰ھ کا ہے۔ اور نعمت اللہ کرمانوی کی وفات ۸۳۴ھ میں ہوئی گویا قریباً تین سو سال کا فرق ہے

۲۔ شاہ نعمت اللہ دہلوی کا قصیدہ جو فی الوقت دستیاب ہے جس کا شاہ اسماعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ ۱۸۵۱ء کا شائع شدہ ہے۔ لیکن بہائی مضمون نگار جس قصیدہ کرمانوی کو اچھال رہے ہیں۔ وہ بقول ان کے ۱۸۶۰ء کا مطبوعہ ہے۔ یعنی ۹ سال کا فرق ہے۔ اس طرح دہلی والا قصیدہ پہلے شائع ہوا۔

۳۔ اگر کوئی تحریف یا تبدیلی کی گئی ہو۔ تو عقل کہتی ہے۔ کہ بعد والے میں ہو سکتی ہے۔ نہ کہ پہلے والے میں۔ یہ بات بیچارے بہائی مضمون نگار کو سمجھ نہیں آ رہی۔

۴۔ ۱۸۶۰ء والے قصیدہ کی سندیت صرف اتنی ہے۔ کہ بقول بہائی مضمون نگار:۔

الف۔ بابی ۱۸۶۰ء میں شائع ہونے والے قصیدہ کا اکثر چرچا کرتے تھے۔ لیکن باب بیچارے کو اس قصیدہ کی بابت کیوں کوئی خبر نہ ہوئی۔

ب۔ باب کو اگر اس قصیدہ کی خبر تھی۔ تو اس سے اپنی صداقت کیوں پیش نہ کی۔

ج۔ بابیوں نے باب بیچارے کو قصیدہ کی اطلاع کیوں نہ دی۔

د۔ بابیوں نے باب کے دعویٰ ۱۸۴۴ء سے لے کر ۱۸۸۸ء تک صرف مسٹر براؤن تک اس خبر کو

محدود کیوں رکھا۔

ھ۔ جس قصیدہ کے چرچے بابیوں میں تھے وہ خود کیوں قصیدہ نہ حاصل کر سکے۔

و۔ ایک عیسائی مستشرق جو محض مسافر تھا۔ اس کو بابیوں نے خبر دی تو وہ فوراً قصیدہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ معجزہ بابیوں سے کیوں ممکن نہ ہوا۔

ز۔ جب بابیوں کی اطلاع پر ہی مسٹر براؤن نے قصیدہ برآمد کر دکھایا۔ تو اولا یہ خوشخبری بابیوں کو ہی دینی چاہئے تھی۔ کہ آؤ قصیدہ ملاحظہ کرو۔ لیکن براؤن نے ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۹۲۰ء تک اس قصیدہ کو ہوا تک نہ لگنے دی۔

ح۔ مسٹر براؤن نے بہائیت پر مزید یہ ستم ڈھایا۔ کہ جو قصیدہ انہیں ۱۸۸۸ء میں ایک درویش سے ہاتھ لگا اس کے متعلق واضح اعلان کر دیا۔ کہ نعمت اللہ کرمانوی کے اصل مطبوعہ دیوان میں درویش سے ملنے والا قصیدہ درج یا شامل نہیں۔ نہ معلوم کہ بہائی مضمون نگار اس قسم کے قصیدہ پر بناء کر کے شاہ نعمت اللہ ولی دہلوی کے قصیدہ کو کیوں چیلنج کر رہے ہیں۔ جو مسٹر براؤن کے ذریعہ وجود پذیر ہونے والے قصیدہ کے فرضی سن اشاعت (۱۸۶۰ء) سے بھی ۹ سال قبل اشاعت پذیر ہو چکا تھا۔

۵۔ بہائی مضمون نگار کی مزید مجرمانہ جسارت ملاحظہ ہو۔ کہ اپنے مضمون مطبوعہ نفحات میں علی محمد باب کی وکالت کرتے ہوئے ایک شعر کو بطور بنیاد پیش کرتے ہیں جو یہ ہے۔ لکھتے ہیں:۔

> "قصیدے میں امام مہدی کو "معصوم عن الخطاء" کہا گیا ہے اور یہ لفظ دوسرے کسی خلیفہ، مجدد، مصلح، سلطان یا سیاسی و مذہبی رہنما کے ظہور کے امکان کو رد کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عصمت کبریٰ کے مقام پر فائز نہیں ہوتے۔ شاہ نعمت اللہ فرماتے ہیں:۔
>
> عاصیان از امام معصوم　　خجل و شرمسار مے بینم"

اس شعر کے حوالہ سے بہائی مضمون نگار نے علی محمد باب کو امام مہدی کے طور پر "معصوم عن الخطاء" قرار دیا ہے۔ چونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اس لئے احباب حیران ہوں گے کہ بہائی مضمون نگار کے پیش کردہ قصیدہ میں یہ شعر سرے سے موجود ہی نہیں۔ مضمون نگار بیچارے باب کو معصوم عن الخطاء ثابت کرتے ہوئے خود کتنی بڑی خطا کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

۶۔ بہائی مضمون نگار کو اس اپنی جسارت سے بھی پردہ اٹھانا چاہیئے۔ کہ مسٹر براؤن کے ہاتھ لگنے والے قصیدہ کے اشعار انہوں نے ۵۰ بیان کئے ہیں۔ لیکن جب اس قصیدہ کو اپنے مضمون میں پیش کیا

ہے تو ۵۰ کی بجائے ۴۷ اشعار نقل کئے ہیں یہ بات وہی واضح کر سکتے ہیں کہ اگر براؤن والے قصیدہ کے ۵۰ اشعار ہیں تو ۴۷ اشعار والا قصیدہ انہوں نے کہاں سے برآمد کیا ہے اور دونوں میں سے صحیح تعداد کس کی ہے۔ کیا مسٹر براؤن کے پردہ میں مضمون نگار بہائی فیکٹری میں تیار شدہ ۴۷ اشعار والے قصیدہ کو تو پیش نہیں کر رہے؟ آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے کہ ۵۰ اشعار سے ۴۷ تک بات آ گئی۔

۷۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے تحریر ہے کہ بہائی سوچ کے حامل اس فرضی قصیدہ کو جسے نعمت اللہ کرمانوی کی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ اس میں آئے دن تبدیلی اور اضافے کرتے آ رہے ہیں۔ چنانچہ اس کے شواہد موجود ہیں کہ:-

(الف)اشعار میں تقدیم و تاخیر کی جا رہی ہے۔ (ب) شعروں کے مصرعے تبدیل کئے جا رہے ہیں (ج) تعداد میں کمی بیشی کا عمل جاری ہے۔ چنانچہ ۴۷ اور ۵۰ اشعار کا ذکر تو گذر چکا۔ اب ایک دیوان نعمت اللہ کرمانوی کی طرف منسوب کر کے شائع کیا گیا جس میں اس قصیدہ کے اشعار کی تعداد ۵۶ ہو چکی ہے۔ اور یہ عمل "جراحی" ابھی جاری ہے۔ عندالضرورت ضروری شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں۔

۸۔ بہائی دنیا اس حقیقت کو بھی واضح کرے کہ جو قصیدہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی دہلوی کے نام سے ہے۔ وہ تو بغیر کسی تبدیلی یا کم و کاست کے علمی حلقوں میں رائج چلا آتا ہے۔ لیکن جو قصیدہ فرضی طور پر شاہ نعمت اللہ کرمانوی کی طرف منسوب کیا گیا۔ اس میں آئے دن رد و بدل اور کمی بیشی کا عمل مسلسل جاری ہے۔ اس کی بظاہر ذیل کی وجوہ ہو سکتی ہیں۔

الف۔ولی کرمانوی کی طرف منسوب فرضی قصیدہ سے صرف بہائی احباب کو دلچسپی ہے۔ اور وہی اس قصیدہ کے پرچار کرنے والے ہیں۔ اس لئے یہ فرضی قصیدہ جن ابتلاؤں میں سے گذرتا آ رہا ہے۔ اس کے پس پردہ بہائی منصوبہ ہی عمل پیرا ہو سکتا ہے۔

ب۔ شق الف کی مزید تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے۔ کہ اس فرضی قصیدہ میں جو جو تحریف و تبدل ہو رہا ہے وہ بہائی مقاصد کو سامنے رکھ کر کیا جا رہا ہے۔

ج۔ بہائیت کے کئی روپ ہیں۔ مغربی دنیا میں عیسائی عقائد کو سامنے رکھ کر بہائیت کی حقیقت بصورت الوہیت باب و بہاء اللہ پیش کی جاتی ہے۔ لیکن برصغیر اور اس کے ماحول میں الوہیت کو پیش کرنا چونکہ بہائیوں کے لئے ممکن نہیں اس لئے الوہیت والے روپ پر عمداً یہاں مہدویت اور مسیحیت کا پردہ ڈالا گیا ہے۔ اور اس کے لئے صرف اور صرف قصیدہ مذکورہ ہی واحد سہارا ہے اور جیسے جیسے نئے اعتراضات سامنے آتے جائیں قصیدہ میں کتر وبیونت کا عمل جاری ہے۔ اور اس وقت تک جاری

رہے گا۔ جب تک بہائیت اپنے طبعی انجام کو نہیں پہنچ جاتی اور وہ دن دور نہیں۔

۹۔ یہ بلاشبہ خدائی منشا ہے کہ علی محمد باب اور بہاء اللہ کی زندگی میں یہ قصیدہ فرضی یا حقیقی ان کے ہاتھ نہیں لگا۔ لیکن بقول بہائی مضمون نگار صرف بابیوں میں قصیدہ کا چرچا رہنا حقائق اور واقعات کے لحاظ سے درست نہیں۔ کیونکہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ قصیدہ کی بابت بابیوں میں چرچا ہو مگر خود باب اور بہاء اللہ لمبا عرصہ موقعہ ملنے کے باوجود قصیدہ سے بکلی لاعلم اور بے تعلق ہوں یہ دراصل باب اور بہاء اللہ کے بعد مریدوں کی ایجاد ہے کہ ایک قصیدہ اصلیت سے ہٹا کر فرضی طور پر ایک دوسرے شخص کے نام مڑھ دیا۔ اور آئے دن اس کے "ایڈیشنز" کئے جا رہے ہیں۔ تا کہ باب اور بہاء اللہ کو برصغیر کے ماحول میں مہدی اور مسیح کے طور پر پیش کرنے کی بنیاد ہاتھ میں آجائے۔ سوال یہ ہے کہ:-

الف۔ باب اور بہاء اللہ کی زندگی میں مہدویت و مسیحیت کا مسئلہ کبھی اٹھا؟

ب۔ ان دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ کو بطور مہدی و مسیح اپنی زبان سے پیش کیا؟

ج۔ ان دونوں کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت پر ایمان لا کر متبعین نے چرچا کیا؟

د۔ ان دونوں کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کو بنیاد بنا کر مخالفین نے کوئی رد عمل ظاہر کیا؟

ھ۔ کیا ان دونوں کے وقت ظہور میں لوگ ایسے مدعی مہدویت و مسیحیت کے منتظر تھے۔ جو اپنے دعویٰ کے ساتھ اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دینے والے ہوں؟

و۔ کیا عالم اسلام کبھی اور کسی دور میں بھی ایسے مدعیان کا شرعاً عقلاً منتظر رہا۔ کہ اسلام پر ایسے تبر چلانے والے جلد ظاہر ہوں اور کیا امت مسلمہ ایسے مہدی و مسیح کی منتظر تھی؟ صرف قصیدہ کو فرضی رنگ دے کر مہدی اور مسیح کا ڈھنڈورا پیٹنا کہاں کی عقلمندی ہے!

ز۔ کیا قصیدہ کہنے والے نعمت اللہ دہلوی یا کرمانوی کے پیش نظر قصیدہ کہتے وقت یہی سوچ تھی۔ کہ خدا سے خبر پا کر اسلام کا تیا پانچا کرنے کی جسارت کرنے والے کی خبر بطور "خوشخبری" جاری کرے۔

اور بہائی مضمون نگار کو آخر کس برتے پر یہ اصرار ہے۔ کہ قصیدہ کے اصل مصداق باب اور بہاء اللہ ہیں اور حضرت بانی جماعت احمدیہ مصداق نہیں۔

۱۰۔ قصیدہ میں ایک شعر ملاحظہ ہو شاہ نعمت اللہ فرماتے ہیں:

زینت شرع و رونق اسلام محکم و استوار مے بینم

یعنی شریعت اسلامیہ کی زینت اور رونق کو مضبوط اور پائیدار دیکھتا ہوں۔

بہائی مضمون نگار نے دوسرے مصرعہ کو یکسر تبدیل کر کے لکھا ہے "ہر یکے را دو بارے بینم" یہ

جعلسازی بہائیت کے پرچار کرنے والوں کو اس لئے کرنی پڑی کہ باب اور بہاء اللہ نے چونکہ شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر دیا۔ اس لئے اسلامی شریعت کی زینت اور رونق ان کے ہاں مضبوط اور پائیدار نہ رہی اس لئے "محکم و استوار مے بینم" والا پورا مصرعہ ہی تبدیل کر دیا گیا۔ اور اس کی بجائے "ہر یکے را دو بارے بینم" درج کر دیا۔ تاکہ منسوخی شریعت اسلامیہ کے حوالہ سے باب اور بہاء اللہ کو بچایا جا سکے۔

بہائی مضمون نگار کے علم کے لئے یہ ذکر مناسب ہوگا کہ قصیدہ کا مندرجہ بالا شعر حضرت شاہ نعمت اللہ ولی دہلوی اور نعمت اللہ کرمانوی دونوں کی طرف منسوب قصیدہ میں موجود ہے۔ البتہ بہائی حلقوں اور مسٹر براؤن کے باہمی تعاون سے صرف اس نسخہ میں مصرعہ تبدیل کیا گیا جو براؤن کے حوالہ سے بے بنیاد قصیدہ اچھالا جا رہا ہے۔

۱۱۔ مسٹر براؤن کے قصیدہ کو بے بنیاد قرار دینے کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ ایک درویش کے ہاتھوں مسٹر براؤن کو قصیدہ ملا۔ وہ درویش کون تھا۔ اس کا نام و تعارف اور کہاں کا باسی تھا اور سارے ایران میں صرف اسی درویش کے ہاتھ میں تھا۔ اور بقول بہائی مضمون نگار اس قصیدہ کو ۱۸۶۰ء میں شائع شدہ ظاہر کیا گیا۔ ۱۸۴۴ء میں باب نے دعویٰ کیا۔ ۱۸۵۰ء میں قتل ہوا۔ ۱۸۵۱ء سے بہاء اللہ کو بہائی فیلڈ میں اتارتے آرہے ہیں ۱۸۶۰ء میں چھپنے والا قصیدہ آخر کیا ایک ہی نسخہ تھا۔ اور وہ بھی درویش کے پاس ۱۸۶۰ء سے ۱۸۸۸ء تک پڑا رہا۔ اور اگر درویش نے یہ قصیدہ کسی دوسرے فرد کے حوالہ کیا۔ تو صرف عیسائی مستشرق مسافر مسٹر براؤن کو دیا۔ اور قریباً ۳۰ سال کے عرصہ میں کسی بابی اور بہائی کو اس قصیدہ کی امانت سونپنے کا اہل نہ سمجھا۔ یہ ساری بچگانہ کہانی ہے جس کو بنیاد بنا کر بہائی قلمکار باب اور بہاء اللہ کی مہدویت و مسیحیت کا واویلا کر رہے ہیں۔ بہائی اہل کاروں نے مسٹر براؤن کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی سعی مسلسل کی ہے۔ لیکن مسٹر براؤن کے اس انکشاف سے کہ درویش سے ملنے والا قصیدہ ولی کرمانوی کے اصل دیوان میں سرے سے موجود ہی نہیں اس سے بہائیت کی ساری عمارت ہی دھڑام سے زمین بوس ہو کر رہ گئی ہے۔ اب بیچارے بہائی مضمون نگار سعی لاحاصل سے باز آجائیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ مناسب ہوگا۔ کہ بہائی مضمون نگار خود اپنی قائم کردہ تین تنقیحات پر مطمئن ہو جائیں۔ جن کا جواب نہ خود ان کے پاس ہے اور نہ کسی دیگر بہائی کے پاس۔ بہائیت کے پسندیدہ قصیدہ کی قلعی انہی تین تنقیحات نے خوب کھول رکھی ہے جن کا ذکر قسط اول میں آچکا ہے۔

(جاری)

قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

مرتبہ: مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

"......میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱)

قرآن کریم نے جس خدائے عزوجل کا تصور پیش کیا ہے وہ تمام صفات کاملہ کا جامع اور مظہر ہے تمام حسن کائنات کا مبداء و مرجع ہے۔ اس کی صفات ازلی و ابدی ہیں ان پر کبھی تعطل آیا اور نہ آئے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسی زندہ خدا کا ثبوت اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کہ وہ کلیم بھی ہے اور مجیب بھی۔ جب قبولیت دعا سے انکار کیا گیا تو آپ نے دعا کی ماہیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جل شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔" (برکات الدعا روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۹-۱۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دین حق کی نشاۃ ثانیہ کا ظہور ہوا اس کا ایک نمایاں اور

چمکتا ہوا پہلو خالق اور مخلوق کا وہ پختہ تعلق ہے جو اس دور میں پیدا ہوا خصوصیت سے الہام الٰہی اور استجابت دعا کا۔ چنانچہ ایسے ایمان افروز واقعات جو دعاؤں کی قبولیت سے تعلق رکھتے ہیں ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں۔

○

حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب...... بیان کرتے ہیں۔

۱۸۹۷ء میں مجھے ٹائیفائڈ ہوا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اولین ٹیچر میں سے ایک تھا۔ ایک دن عشاء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح (حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب۔ ناقل) مجھے دیکھنے کے لئے آئے۔ مولوی قطب الدین صاحب حکیم بھی ساتھ تھے مولوی صاحب نے باہر جا کر کہا کہ یہ اب بچنے کا نہیں۔ میری ساس سن رہی تھی۔ وہ دوڑی دوڑی حضرت اقدسؑ کے حضور حاضر ہو گئی اور عرض کیا کہ فضل الرحمٰن آج بہت بیمار ہے حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب سے کہو کہ توجہ سے علاج کریں۔ وہ کہنے لگیں کہ مولوی صاحب تو ناامید ہیں حضرت نے فرمایا

"ابھی تو میں نے اس سے بہت کام لینے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں اور جب وہ اچھا ہو جائے گا تو سر اٹھاؤں گا۔"

صبح کے وقت ماسٹر عبد الرحمان صاحب کو حضور نے بھیجا کہ جاؤ فضل الرحمٰن کا پتہ لاؤ۔ مجھے خبر دی گئی ہے وہ اچھا ہے۔

ماسٹر صاحب مجھے دیکھنے آئے۔ تو ان کو بتایا گیا کہ مجھے کئی خون کے دست آئے پھر ان خون کے دستوں کے بعد میری طبیعت کا رنگ بدل گیا اور میں اچھا ہو گیا۔ (الحکم ۲۸ مئی ۱۹۳۵ صفحہ ۳)

○

حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب....... فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ میں حافظ حامد علی صاحب کے بھائی کے گاؤں گیا۔ انہوں نے ایک بچہ کو دیکھ کر کہا کہ یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے میں نے کہا کہ کیسے؟ کہا کہ میرے گھر میں اٹھرا کی مرض تھی۔ میں حضور کے پاس عشاء کے وقت گیا حضور نے فرمایا کیا بات ہے میں نے عرض کیا کہ میری بیوی اٹھرا سے بیمار ہے حضور نے فرمایا کل جمعہ کے وقت یاد کروانا۔ جمعہ سے واپسی پر میں نے حضور کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کی کہ حضور دوائی دیں۔ حضور نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں تم بھی دعا کرو اور آمین کہتے جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میں تو تھک گیا مگر حضور نہ تھکے۔ اس دعا میں حضور کے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور نے دوا بھی دی۔ اور پھر یہ بچہ پیدا

ہوا۔ اور خدا کے فضل سے زندہ ہے۔ اس کے بعد اور لوگوں کو نسخہ دیا تو ان کو فائدہ نہ ہوا کیونکہ دعا ساتھ نہ تھی۔ (الحکم ۲۶ مئی ۱۹۳۵)

○

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے...... لکھتے ہیں:۔

"حافظ نبی بخش صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ بوجہ کمزوری نظر حضرت خلیفۃ المسیح الاول...... کے پاس علاج کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول...... نے فرمایا کہ شاید موتیا اترے گا۔ میں نے دو اور ڈاکٹروں سے بھی آنکھوں کا معائنہ کرایا سب نے یہی کہا کہ موتیا اترے گا۔ تب میں مضطرب و پریشان ہو کر حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام حال عرض کر دیا۔ حضور نے الحمدللہ پڑھ کر میری آنکھوں پر دست مبارک پھیر کر فرمایا "میں دعا کروں گا" اس کے بعد نہ وہ موتیا اترا اور نہ ہی کم نظری رہی۔" (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۳۔ ۲۴)

○

حضرت مولانا رحمت علی صاحب پاڈانگ شہر میں ایک مخلص احمدی مسمی داؤد صاحب کے مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے جو محلہ "یامسکین" میں واقع تھا اس علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے اور بالکل ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ محلہ میں آگ لگ گئی ارد گرد کے تمام مکانات کو راکھ کرتی ہوئی مولانا صاحب کی رہائش گاہ کے قریب پہنچ گئی۔ حتیٰ کہ اس کے شعلے مولانا صاحب کے مکان کے چھجے کو چھونے لگے۔

چنانچہ یہ صورت حال دیکھ کر تمام احمدی اور غیر احمدی محلہ دار حضرت مولانا رحمت علی صاحب کو باصرار کہنے لگے کہ وہ فوری طور پر مع سامان اس عمارت سے باہر نکل آئیں مگر مولانا صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور دعا میں لگے رہے اور بڑے اطمینان سے انہیں تسلی دیتے رہے کہ یہ آگ انشاء اللہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی یہ مکان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مرید کا ہے۔ حضرت اقدسؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام"۔

پس یہ آگ اس عمارت کو بھسم کرنے میں ناکام ہو کر رہے گی اور جہاں تک پہنچی ہے وہیں رک جائے گی۔ کیونکہ آگ خدا کے حکم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے سچے مریدوں کی غلام ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ بادل امنڈ آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جس نے آناً فاناً اس آگ کو بالکل ٹھنڈا کر کے رکھ دیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ

اجازت نہ ہوئی کہ وہ دیگر عمارتوں کی طرح اس عمارت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکے۔ چنانچہ محلہ کی دیگر عمارتیں جل کر راکھ ہو گئیں مگر وہ عمارت خدا کے فضل سے معجزانہ طور پر محفوظ رہی اور اب تک موجود ہے اور اس کے چھجہ پر آگ کے شعلوں کے سیاہ نشانات اب تک موجود ہیں اور جب کبھی احمدی احباب وہاں جمع ہوتے ہیں تو اس خارق عادت واقعہ کی یاد تازہ ہو کر ان کے ازدیار ایمان کا موجب ہوتی ہے۔"

(الفضل ۹ دسمبر ۱۹۳۸ء)

○

حضرت مولانا نذیر احمد مبشر صاحب لکھتے ہیں:۔

"۱۹۳۹ء میں میں گھانا کے گاؤں صراحہ میں ایک نوجوان حج بیت اللہ کرنے اور دینی تعلیم حاصل کر کے جماعت کے خلاف پروپیگنڈے کرنے لگا کہ مہدی ظاہر ہو گیا ہوتا تو زلزلہ ضرور آتا۔ اور جلوس کی شکل میں سارے شہر میں ناچتے رہے۔

جب مجھے اس حرکت کی اطلاع ملی تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک ہفتہ بڑے الحاح اور درد سے دعا کی کہ الٰہی ان مخالفوں کے مطالبہ کے مطابق اور صداقت مہدی علیہ السلام کے اظہار کے لئے زلزلے کا نشان دکھا چنانچہ مجھے یقین کامل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اب اس ملک میں زلزلہ کا نشان ضرور دکھائے گا۔ اور میں نے اس علاقہ میں تین جلسے کئے اور ہر جگہ تمام واقعات بیان کر کے اعلان کر دیا کہ اب مہدی علیہ السلام کی صداقت کے اظہار کے لئے زلزلہ ضرور آئے گا اور ان زلازل کا بھی ذکر کیا جو اس سلسلے میں پہلے آ چکے تھے۔ چنانچہ ابھی دو مقام پر جلسہ ہوا تھا اور تیسرے مقام کی جگہ کا انتظام کیا جا رہا تھا کہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات کو عشاء کے وقت سارے گھانا میں شدید زلزلہ آیا۔

زلزلہ سے دوسرے روز جب میں اپنے ہیڈ کوارٹر سالٹ پانڈ واپس جا رہا تھا تو جہاں سے گذرتا لوگ مجھے دیکھ کر تعجب کرتے ہوئے کہتے اس شخص نے کہا تھا زلزلہ ضرور آئے گا جو آ گیا ہے اور مشرکین اور عیسائی بھی دو تارے بجا بجا کر اعلان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا مہدی آ گیا ہے کیونکہ زلزلہ آ گیا ہے۔......

اس کے ایک ماہ کے اندر اس علاقہ کے ۱۱۸۰ افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

(روح پرور یادیں)

ہمارے خطہ میں امراض قلب کا اضافہ ہو رہا ہے

ہائی بلڈ پریشر، خون کی نالیوں کا تنگ ہونا، ذیابیطس، جسم میں چربی کا اضافہ اور سگریٹ نوشی امراض قلب کے بڑے بڑے عوامل ہیں، جب کہ بچوں میں بھی امراض قلب پیدا ہو رہی ہیں۔

فزیشن محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ ڈی۔ سی۔ ایچ۔ لندن ہارٹ سپیشلسٹ کا ایک انٹرویو۔

انٹرویو: مکرم پروفیسر عبدالجلیل صادق صاحب قائد ذہانت و صحت جسمانی و مکرم نصر اللہ خاں ناصر صاحب ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ

(فضل عمر ہسپتال کے نہایت معروف فزیشن محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی ماہر امراض قلب کا گذشتہ دنوں ایک انٹرویو لیا گیا جو امراض قلب کے بارہ میں نہایت اہم معلومات پر حاوی ہے۔ قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔)

پروفیسر عبدالجلیل صادق صاحب (قائد ذہانت و صحت جسمانی) نے ڈاکٹر صاحب موصوف کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے خاندان کو بہت ابتدا میں قبول حق کی توفیق ملی۔ یہ خاندان نہ صرف جماعتی خدمات کے لحاظ سے بلکہ بنی نوع انسان کی خدمت میں بھی پیش پیش رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو بھی قابل قدر خدمات کی توفیق بخشی ہے ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے ڈاکٹر صاحب کے تعلیمی کوائف کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ موصوف نے ۱۹۶۱ء میں ایم بی بی ایس کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔ پھر ۱۹۶۳ء میں ڈی سی ایچ لندن رائل کالجز سے ڈپلومہ حاصل کیا اس کے علاوہ ایم آر سی پی رائل کالج ایڈنبرا سے ۱۹۶۸ء میں اور ایف آر سی پی کا اعزاز ۱۹۹۲ء میں حاصل کیا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب موصوف ٹریننگ کے سلسلے میں بطور فزیشن اور ہارٹ سپیشلسٹ انگلستان اور دوسرے ممالک میں جاتے رہے ہیں۔ اور اس طرح آپ نے اپنے لئے علم کو ہمیشہ UP TO DATE کئے رکھا آپ سپیشلسٹ ڈاکٹر کے طور پر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ۱۹۶۹ء سے کام کر رہے ہیں۔

جہاں تک جماعتی خدمات کا تعلق ہے ڈاکٹر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم خدمت خلق، مہتمم صنعت و تجارت اور مہتمم مجالس بیرون کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ آپ نے مجلس انصار اللہ (مرکزیہ) میں بطور قائد تربیت، قائد ذہانت و صحت جسمانی اور قائد اشاعت کے طور پر کام کیا اور اس وقت

نائب صدر رہیں۔ اس کے علاوہ آپ بیوت الحمد سوسائٹی کے ڈائریکٹر بھی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنا خاندانی تعارف یوں کروایا۔

ہمارے خاندان میں میری والدہ کے نانا حضرت منشی فیاض علی صاحب جو کہ سراوہ کے رہنے والے تھے اور ملازمت کے سلسلہ میں کپور تھلہ تھے نے ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ کے مقام پر بیعت اولیٰ کے موقع پر بیعت کی۔ حضرت اقدسؑ کی کتاب انجام آتھم میں ۳۱۳ رفقاء کی فہرست میں ان کا گیارھویں نمبر ہے۔ اسی طرح میری والدہ کے دادا حضرت شیخ عبدالرشید صاحب میرٹھی زمیندار نے بھی ابتدائی زمانہ میں ۹۲-۱۸۹۱ء کے قریب حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت قادیان میں کی۔ اور عرصہ دراز تک میرٹھ کی جماعت کے بہت فعال رکن اور جماعت کے امیر رہے۔ میرے دادا فوج میں ملازم تھے۔ انہوں نے ہمارے تایا مکرم عبدالشکور مرحوم کو قادیان تعلیم کے لئے بھجوایا جہاں کے ماحول سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کر لی ہمارے خاندان کا تعلق حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؔ کے خاندان سے بھی ہے آپ کی ایک بیوی حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کنندہ تھیں جو ہماری والدہ کی دادی کی بہن تھیں۔

محترم پروفیسر عبدالجلیل صادق صاحب کے سوال کہ آپ امراض قلب اور خصوصاً انصار اللہ کے حوالہ سے کچھ بنیادی معلومات فراہم کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ دل کی بیماریاں بڑی پریشان کن ہوتی ہیں ایک تو دل کے مریض کی اچانک موت ہے۔ جس کا اثر وفات پانے والے اور اس کے لواحقین اور رشتہ داروں کے مسائل ہوتے ہیں آپ نے بتایا کہ پاکستان میں دل کے امراض کا ایک جائزہ لیا گیا تھا جو کہ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں کراچی کی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی نے لیا۔ ربوہ کی آبادی کو اس جائزہ میں شامل کیا گیا تھا۔ یہ جائزہ پانچ سال تک جاری رہا اور اس کے نتیجے میں بہت سی دلچسپ باتیں سامنے آئیں جو کہ مغربی ممالک کے مقابلے میں مختلف تھیں۔ ایک تو یہ بات سامنے آئی کہ دل کے امراض کافی تعداد میں موجود ہیں۔ دوسری بات بعض اس قسم کی بیماریاں جو محسوس نہیں ہوتیں یعنی بلڈ پریشر کی زیادتی کے مریض کافی تعداد میں تھے جبکہ اس وقت کی آبادی میں پریشانی اور فکر کے اثرات نہیں تھے۔ پھر تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دل کی وہ بیماریاں جو خون کی نالیوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی جن کو STEMIC HEART DISEASES کہا جاتا ہے۔ اور جن کے نتیجے میں ہارٹ اٹیک وغیرہ کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ پھر بچوں کے اندر خاص طور پر وہ بیماریاں جو کہ یورپی ممالک میں مفقود ہو چکی ہیں یعنی RHEWMATIC HEART DISEASE بھی پائی گئیں اور کچھ تعداد بچوں کی ایسی بھی تھی جن کو پیدائشی دل کی بیماریاں تھیں۔ تو یہ جائزہ شائع ہوا اور اس کا اکثر و بیشتر

حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس میں دل کی بیماریوں کی مختلف وجوہات یعنی سگریٹ پینا' شوگر کی تکلیف اور جسم میں چربی کا بڑھ جانا ہے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ اس وقت جو خون کی نالیوں کی بیماری ہے وہ نہ صرف یہ کہ اس وقت کی نسبت زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے بلکہ اس کی نوعیت بھی الگ ہے۔ اس قسم کی بیماریوں کی روک تھام ممکن ہے لوگوں کو اس کے متعلق پتہ ہونا چاہیئے۔ دوسری بہت زیادہ سنگین بیماری ہائی بلڈ پریشر ہے یہ ذیابیطس کی وجہ سے بھی پیدا ہو جاتی ہے اور گردوں کی بیماریوں کی وجہ سے بھی۔ اور بعض لوگوں میں یہ بیماری خاندانی مرض کی وجہ سے چلتی ہے۔ بلڈ پریشر کو وقتاً فوقتاً چیک کیا جائے تو انسان اس کے بد اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

مکرم ایڈیٹر صاحب نے ایک سوال یہ کیا کہ دل کے امراض میں خطرہ کی وہ کون سی علامات ہیں کہ فوری طور پر فزیشن سے رجوع کیا جائے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ سب سے اہم سینے میں درد کی تکلیف ہوتی ہے۔ سینے میں گھٹن اور درد ایک ایسی علامت ہے جو خون کی نالیوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو بدہضمی کی تکلیف ہے انہوں نے کوئی ایسی چیز کھالی یعنی اس گھٹن کو بدہضمی کی وجہ سمجھتے ہوئے کبھی بھی معمولی خیال نہیں کرنا چاہیئے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کرنا چاہیئے اور اگر یہ ممکن ہو تو ای۔ سی۔ جی۔ اور اس قسم کے ٹسٹ جو ہر جگہ ہو سکتے ہیں کروائے جائیں۔

مکرم پروفیسر صاحب کے سوال کہ ہمارے ہاں ان امراض کے علاج کی کیا کیا سہولتیں میسر ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ جہاں تک خون کی نالیوں کے تنگ ہونے کا تعلق ہے سب سے پہلا مرحلہ تشخیص کا ہوتا ہے۔ اور اس کے متعلق مریض کو معلوم ہونا چاہیئے تاکہ وہ مناسب احتیاط اور علاج اور غذا کا انتظام کر سکے۔ اگر دل کا مرض موجود نہیں ہے تو بھی مریض کو پتہ ہونا چاہیئے کہ اس کو دل کا مرض نہیں ہے۔ اگر کسی کو دل کا مرض نہ ہو اور وہ یہ سمجھے کہ وہ دل کا مریض ہے تو اس کے نتیجے میں ذہنی پریشانی اور دوسرے عوارض لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایک ٹسٹ تو ای۔ سی۔ جی۔ ہے مگر بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ دل کی بیماری موجود ہے جو عام ای۔ سی۔ جی۔ ہم لیتے ہیں وہ نارمل ہوتا ہے اس صورت میں ایک اور خاص قسم کا ای۔ سی۔ جی۔ ہے جو ورزش کے دوران لیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مریض کو واقعی دل کا مرض ہے یا نہیں۔ اس کو ایکسرسائز ٹسٹ (EXERCISE TEST) کہتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ ایک قسم کی الٹراساؤنڈ کی مشین ہے۔ جو دل کی دیواروں کو دکھا دیتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے بھی بہت سی معلومات دل کے دھڑکنے کے متعلق ہمیں

حاصل ہوتی ہیں۔ یہ ٹسٹ ایسے ہیں جن سے جسم میں کوئی چیز داخل نہیں کی جاتی۔ اگر ان ٹیسٹوں کے نتیجے میں یہ پتہ چلے کہ دل میں خون کی نالیوں کی بیماری ہے تو پھر اس کے بعد اگلا ٹسٹ یہ ہوتا ہے کہ ہم دل کی خون کی نالیوں کا ایکسرے لیتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ خون کی نالیوں میں ایسی دوائی کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے جس کے ذریعے سے خون کی نالیاں دکھائی دینے لگ جاتی ہیں اور اس سے صاف نظر آجاتا ہے کہ کون سی نالی کس سائز کی ہے اس کے اندر کس قسم کی رکاوٹ ہے یا وہ بند تو نہیں ہو گئی۔ غرض بہت سی انفارمیشن اس کے بعد ہمیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ جب ہماری یہ تحقیق مکمل ہو جاتی ہے اس کے بعد ڈاکٹر سارے ٹیسٹوں کو دیکھنے کے بعد جائزہ لیتا ہے کہ اس مریض کا کس طریقہ پر علاج ہونا چاہیئے۔ آیا اس کا علاج دوائیوں کے ذریعے سے ہو سکتا ہے یا اس کے علاج کے لئے کسی مزید اپریشن یا کسی اور طریق علاج کی ضرورت ہے۔ اکثر مریضوں کا علاج دوائیوں کی مدد سے کیا جا سکتا ہے۔ بعض مریضوں کا علاج اپریشن کے ذریعے سے کیا جاتا ہے چنانچہ جو نالیاں تنگ ہو گئیں ہیں یا چھوٹی ہو گئیں ہیں یا بند ہو گئیں ہیں۔ ان کی جگہ نئی نالیاں جسم کے کسی اور حصے سے نکال کر لگا دی جاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں خون کا دوران دوبارہ سے دل کی نالیوں میں چلنا شروع ہو جاتا ہے

ایک طریقہ یہ ہے کہ بعض آلات کے ذریعے سے ان بند یا تنگ نالیوں میں تاریں ڈال کر ان کو کھلا کر دیا جاتا ہے تو اس میں اپریشن کی ضرورت پیش نہیں آتی لیکن دل کی نالیوں تک آلے کو لے جایا جاتا ہے اور اس کے ذریعے سے اس نالی کو جو تنگ ہو اس کو کھول دیا جاتا ہے۔ اس کو ہم ANGIOPLATY کہتے ہیں۔ تو یہ مختلف طریقے ہیں اس کے علاوہ بعض دفعہ اگر نالی تنگ ہے تو اس کے اندر ایک چھوٹا سا STENT ڈال دیا جاتا ہے جو کہ ایک قسم کا چھوٹا سا پائپ کا ٹکڑا سمجھ لیں جو اس نالی کو کھلا رکھتا ہے اور اس میں سے خون کا دوران جاری رہتا ہے۔ (جاری)

نصاب مرکزی امتحانات سال ۲۰۰۰ء قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

سہ ماہی سوم: ۱۔ قرآن کریم باترجمہ پارہ نمبر ۲۱ نصف آخر ۲۔ کتاب ”اربعین“ حصہ اول و دوم ۳۔ کتاب تقریر سیالکوٹ“ از حضرت مصلح موعود

سہ ماہی چہارم ۱۔ قرآن کریم باترجمہ پارہ نمبر ۲۲ نصف اول ۲۔ کتاب ”اربعین حصہ سوم و چہارم از حضرت مسیح موعود ۳۔ کتاب ”اصلاح نفس“ از حضرت مصلح موعود

(عبدالخالق خالد قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

اپنے قدم کو آگے بڑھانے کی دیر ہے
منزل کی طرف بس ذرا جانے کی دیر ہے

وہ ربِّ کائنات ہے وہ ربِّ ذوالجلال
اب التجا سے اس کو منانے کی دیر ہے

سنتا وہ ہر ایک کی، کرتا بھی ہے قبول
پس اس کے در پہ سر ہی جھکانے کی دیر ہے

سیراب ہو جائیں گی سب خشک کھیتیاں
اس کے حضور آنسو بہانے کی دیر ہے

روحیں سعید خود ہی، کھنچی آئیں گی ضرور
راہِ ھدیٰ بس ان کو دکھانے کی دیر ہے

مٹنے کو ہی ہے ظلم و ستم کا سیاہ دور
غیرت کو اس کی جوش میں آنے کی دیر ہے

ظلمت کی شب تو کٹ گئی، ہونے کو ہے سحر
سورج کو اب افق پہ ہی آنے کی دیر ہے

بدلیں گی ان کی نفرتیں الفت میں پیار میں
سینے سے ان کو بڑھ کے لگانے کی دیر ہے

"فتح مبین" کھڑی ہے ہماری ہی منتظر
پھل پک چکے ہیں "ٹہنی" ہلانے کی دیر ہے

خلیق بن فائق گورداسپوری

پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ سائنس دان

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالسلام کی خدمات کا اعتراف

اخبارات و جرائد سے

مرتبہ: مکرم پروفیسر ایم ایس خالد صاحب

پاکستان کی نکلیئر سائنس میں ترقی اور کامیابی کے پس منظر اور کریڈٹ کے حوالہ سے معروف دانشور، صحافی اور سابق ڈپلومیٹ، جناب واجد شمس الحسن (جو برطانیہ میں بطور ہائی کمشنر متعین رہے ہیں) انگریزی ہفتہ روزہ "میگ" میں اپنے مضمون بعنوان

"UNHAPPY THE LAND THAT HAS NO HEROES"

یعنی "مشاہیر سے محروم، ناشاد سرزمین" میں اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

"حقیقی تخلیقی کام سرانجام دینے والوں کی حوصلہ شکنی کا باعث یہ چیز بھی بنتی ہے کہ جب غیر مستحق لوگ کسی کامیابی کا کریڈٹ اپنے کھاتے میں ڈالنے لگیں اور انہیں کوئی روکے ٹوکے بھی نہ۔ لیکن بالآخر یہ امر تاریخ ہی طے کرے گی کہ بہت سے افراد میں سے ایک فرد، ذوالفقار علی بھٹو، نکلیئر پروگرام کا کریڈٹ لینے کی دوڑ میں، دوسرے تمام دعوی داروں سے آگے اور نمایاں مقام رکھتا ہے۔ نیز ایک ادارہ کے طور پر، ہمارے نکلیئر پروگرام کی ہر دور اور ہر حال میں حفاظت کا سہرا بلاشبہ پاکستان آرمی کو جاتا ہے۔"

"..... اور یہ پاک فوج ہی ہے جس نے ناقابل فخرانداز میں ایسی ہر اندرونی اور بیرونی کوشش ناکام بنا دی جس کا مقصد ہمارے ایٹمی پروگرام کو کمزور کرنا تھا۔ اس عمومی پس منظر میں جنرل جہانگیر کرامت کی یہ بروقت راست گفتاری، تمام معاملہ کو سچائی سے واضح کرتی ہے کہ نکلیئر فیلڈ میں ہماری کامیابیوں کا کریڈٹ کسی ایک فرد کو نہیں جاتا اور نہ ہی یہ کامیابیاں راتوں رات ممکن ہوئیں۔ یہ سب کچھ ہمارے سائنس دانوں کی اجتماعی، انتھک جدوجہد اور خود قوم کی بے پناہ قربانیوں سے ممکن ہو پایا ہے"

جناب واجد شمس الحسن مزید لکھتے ہیں:۔

"پاکستان کے نکلیئر پروگرام نے ہمیں کئی ایک مشاہیر (ہیروز) دیے ہیں۔ یہی وقت ہے کہ ہم ان کو تسلیم کریں۔ اس کے مخالفین کی ہمالیائی کوششوں / سازشوں کے باوجود مسٹر بھٹو سے نکلیئر فتوحات کا اعزاز یا کریڈٹ نہیں چھینا جا سکتا۔ اور ہمیں بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے اس ضمن میں دوسروں کی خدمات کا بھی اعتراف کرنا چاہیے۔"

"اس سلسلہ میں پاکستان کے نوبل انعام یافتہ سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔ ڈاکٹر سلام نے بلاشبہ ایک ایسے پسماندہ ملک میں سائنسی علم کی روشنی پھیلانے کی بھرپور مساعی کی جہاں خواندگی، جہالت، تعصب اور اندھیرا پورے معاشرتی ماحول پر چھایا ہوا تھا اور جہاں سرسید احمد خاں، علامہ اقبال اور قائداعظم کی متعصبانہ مخالفت ماضی کے ورثہ کے طور پر حائل ہو، وہاں ڈاکٹر عبدالسلام کی فروغ سائنس کی خدمات کی اہمیت کو کم نہیں کیا جاسکتا۔"

فاضل صحافی و دانشور مزید لکھتے ہیں:۔ "پروفیسر عبدالسلام نے انگلستان میں وفات پائی۔ پاکستان کے لئے ان کی شدید محبت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس عظیم انسان کی میت کو جب پاکستان تدفین کے لئے لایا گیا، اپنے پیارے پاکستان کہ جسے وہ اپنی ساری عمر پردیس میں بھی اپنی یادوں میں بسائے جاتے رہے ان کی تدفین پر، ہمارے حکمرانوں کا رویہ قومی شرمندگی کا باعث بنا۔ تجد گزار صدر مملکت نے کسی انجانے خوف کی وجہ سے ان کی نماز جنازہ میں بھی شرکت نہ کی۔ بینظیر بھٹو نے ڈاکٹر سلام کی زندگی ہی میں ان کے مادر علمی گورنمنٹ کالج۔ میں خصوصی مطالعہ کی "سلام چئیر" قائم کی اور انہوں نے پاکستانی نوبیل لارئیٹ سائنس دان کی مستند سوانح حیات شائع کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ اب بھولی بسری داستان معلوم ہوتی ہے"

(میگ و یکلی کراچی ۸۔ ۲ مئی ۱۹۹۸ء صفحہ ۸)

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں کنونشن

روزنامہ جنگ لاہور کے مطابق گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں نوبل انعام یافتہ سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی پہلی برسی کے موقع پر مختلف تقریبات کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام ایک عظیم انسان تھے جن کی سائنسی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۱۔ نومبر کو ایک یادگار کنونشن کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔　(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۱۶ نومبر ۱۹۹۷ء)

ڈاکٹر عبدالسلام کی برسی منائی گئی

لاہور (اپنے خبر نگار سے) پنجاب یونیورسٹی شعبہ فزکس کے زیر اہتمام گزشتہ روز ڈاکٹر عبدالسلام کی برسی پر منعقدہ تقریب میں مقررین اور طلباء و طالبات نے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کو ان کی ملکی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ ان کی کاوشیں اور خدمات ملکی تاریخ کا اہم ترین باب ہے۔ اس تقریب میں شعبہ فزکس کے چیئرمین ڈاکٹر مجاہد کامران، صدر شعبہ ریاضی پروفیسر خالد لطیف میر، سینئر جرنلسٹ سید غلام سرور اور چوہدری عبدالحمید نے خطاب کیا۔ مقررین نے ڈاکٹر عبدالسلام کے دور طالب علمی، ریسرچ امور پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے صرف پانچ ماہ میں پی ایچ ڈی کی۔　(روزنامہ جنگ لاہور ۲۴۔ نومبر ۱۹۹۷ء سائنس و ٹیکنالوجی پیج)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی خدمات کے اعتراف میں تقریب

......(نامہ نگار) نوبیل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کی خدمات کے سلسلہ میں تقریب عقیدت و احترام سے منائی گئی۔ ربوہ کے تمام نجی تعلیمی اداروں کی سائنس سوسائیٹز نے ڈاکٹر عبدالسلام ڈے منایا اور علمی اجلاس منعقد کئے۔ مقررین نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی یاد میں جھنگ میں سائنس اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی قائم کی جائے۔ (جنگ لاہور۔ ۳۰ نومبر ۱۹۹۷ء)

اٹلی کے سائنسی مرکز کا نام ڈاکٹر عبدالسلام فار تھیورٹیکل فزکس

"عالمی سائنس دان اور نوبیل انعام یافتہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی یاد میں ٹرائیسٹ اٹلی میں منعقدہ ایک میموریل میٹنگ ہوئی جس میں حکومت اٹلی کی تجویز اور اقوام متحدہ کے ادارہ یونیسکو اور انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی سوئٹرزلینڈ کی تائید سے اٹلی میں موجود عالمی سائنسی سنٹر کا نام ڈاکٹر عبدالسلام سے منسوب کر کے اب اس سنٹر کا نام' ڈاکٹر عبدالسلام انٹرنیشنل سنٹر فار تھیورٹیکل فزکس رکھ دیا گیا ہے اس سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالسلام کے برادر اصغر عبدالحمید چودھری نے جنگ کو بتایا کہ آئی سی ٹی پی کے بانی ڈائریکٹر کے طور پر ڈاکٹر سلام نے ۶۴ء سے اپنی ریٹائرمنٹ ۹۴ء تک اس اعلیٰ سائنس کے سنٹر کو محنت اور کامیابی سے چلایا۔" (روزنامہ جنگ ۳۔ دسمبر ۱۹۹۷ء)

ڈاکٹر عبدالسلام پاکستانی قوم کے قابل فخر سپوت تھے

انہوں نے تمام بین الاقوامی انعامات غریب نوجوان سائنسدانوں کو وظائف دینے کے لئے مختص کئے:۔ ......(نامہ نگار) گزشتہ چالیس سال کے عرصہ کے دوران پاکستان کے نوبیل انعام یافتہ عالمی سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی تمام تر خدا داد صلاحیتوں اور حیثیتوں کو دنیا میں خاص طور پر پسماندہ ملکوں میں جدید سائنسی علوم کے فروغ کے لئے وقف کئے رکھا اور اس عرصہ میں جتنے بھی قومی یا بین الاقوامی انعامات آپ کو ملے بشمول نوبیل انعام کی رقم وہ سب آپ نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے فروغ کے لئے خصوصاً غریب ملکوں کے نوجوان سائنس دانوں کو وظائف دینے کے لئے مختص کر دیئے اور یہ سلسلہ ڈاکٹر سلام کی وفات کے بعد بھی جاری ہے ان خیالات کا اظہار گزشتہ روز مقامی تعلیمی ادارہ نصرت جہاں اکیڈمی کی سائنس سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک تقریب میں مختلف مقررین نے کیا جو پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام (کی یاد میں) منعقد کی گئی تھی مقررین میں پاکستان ایئر فورس کے سابق ائر مارشل (ریٹائرڈ) ظفر چوہدری بھی شامل تھے سائنس سوسائٹی کی اس تقریب کی صدارت پرنسپل محمد خالد گورایہ نے کی اس موقع پر ڈاکٹر عبدالسلام میموریل سوسائٹی کے کنوینئر جناب ایم ایس خالد نے ہمارے نمائندے کو بتایا کہ ڈاکٹر سلام کی پہلی برسی کے موقع پر اٹلی کے شہر ٹرائسٹے میں قائم عالمی ادارہ سائنس کا نام اب "دی عبدالسلام انٹرنیشنل سنٹر فار تھیورٹیکل فزکس"

رکھ دیا گیا ہے اور سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر ایم اے وارده سوزد کی طرف سے موصولہ مکتوب نئے طبع شدہ پیڈ پر لکھا گیا ہے آپ نے بتایا کہ پیڈ کے اوپر عبدالسلام نہ صرف جلی حروف میں لکھا گیا ہے بلکہ اسے سرخ روشنائی میں نمایاں بھی کیا ہے پیڈ کے بائیں طرف اقوام متحدہ کے ادارہ "یونیسکو" اور یورپین اٹامک انرجی کمیشن کے شناختی نشان بھی شائع کئے گئے ہیں اس علمی تقریب کے بعد کئی ایک اہل علم حضرات اور طلباء نے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ وطن عزیز پاکستان کے یہ قابل فخر سپوت ڈاکٹر عبدالسلام اپنے سائنسی کارہائے نمایاں کے باعث وفات کے بعد بھی اپنی قوم اور ملک کے لئے عالمی وقار اور احترام میں اضافہ کا ذریعہ بن رہے ہیں واضح رہے کہ ٹرائسٹے شہر کے لوگ ڈاکٹر سلام کی بہت قدر کرتے ہیں اور انہیں سینٹ سائنٹسٹ پکارتے ہیں۔

قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد

شعبہ فزکس، قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے ممتاز ماہر طبیعات، پروفیسر ڈاکٹر اے۔ ایچ نیر اپنے ایک انٹرویو کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ پاکستان نے جو غوری اور شاہین میزائل بنائے ہیں اس سے ہماری سائنسی مہارت کا اعتراف نہیں کیا جا سکتا؟

جواب:۔ محض چند میزائل بنا لینے سے ہمارے سائنس کے کارناموں کا قطعاً کوئی اظہار نہیں ہوتا۔ ہماری قوم کے اگر کوئی سائنسی کارنامے تھے تو وہ ڈاکٹر عبدالسلام کے تھے .... جن کا ادراک نہ حکومت کر رہی ہے اور نہ ہی ہمارا معاشرہ کر رہا ہے" (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ دسمبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۹)

نئی صدی کا آغاز--ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

نئی صدی کے آغاز کے متعلق مغربی اقوام کی طرف سے 2000ء میں تقریبات وغیرہ منعقد کرنے کے اعلان ہو رہے ہیں جبکہ چین نے ۲۰۰۱ء سے نئی صدی شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"جماعت احمدیہ قدیم سے جو روایات چلی آ رہی ہیں انہیں کے مطابق نئی صدی کا آغاز کرے گی۔ ہمیشہ جب ایک کا ہندسہ ہر سو کے بعد شروع ہوتا ہے تو تب نئی صدی شروع ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے چینیوں کا مسلک درست ہے اور ہم اسے قبول کرتے ہیں اور یہی دینی روایت بھی رہی ہے۔ اور جب سے تاریخ منضبط ہونے کی سنت جاری ہے اسی پر عمل ہو رہا ہے کہ صدی کی جو گنتی شماری ہوتی ہے اس کے ساتھ جب اگلی صدی کے ایک کا ہندسہ لگتا ہے تو وہ اس کا پہلا سال ہوتا ہے اس لئے ۱۹۹۹ء پر یہ صدی ختم نہیں ہوگی بلکہ ۲۰۰۰ء میں ختم ہوگی اور ۲۰۰۱ء سے نئی صدی شروع ہوگی۔" (روزنامہ الفضل ربوہ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۹ء)

مجلس انصار اللہ کورنگی کراچی کا تفریحی پروگرام

مورخہ ۲۔ اپریل ۲۰۰۰ء کو مجلس کورنگی کے زیر اہتمام سائیکل سفر کا پروگرام بنایا گیا۔ مجلس کورنگی کے احمدی گھرانے کورنگی و لانڈھی کے وسیع علاقے جو پندرہ کلومیٹر تک میں رہائش پذیر ہیں سفر طے کر کے انصار، خدام اور اطفال شریک ہوئے۔

یہ پروگرام کورنگی کے علاقے میں ایک پر فضاء کھلی جگہ موسوم بہ "باغ کورنگی" کے مقام پر رکھا گیا۔ جس سے شریک افراد خوب لطف اندوز ہوئے۔ اس پروگرام کی رونق اس وجہ سے بھی دوبالا ہو گئی تھی کہ اس میں ہمارے ناظم صاحب ضلع محترم قریشی محمود احمد صاحب مع اپنے تین دیگر ضلعی عہدیداروں کے شریک ہوئے پروگرام حسب معمول زیر صدارت مہمان خصوصی محترم ناظم ضلع کراچی، تلاوت قرآن پاک اور نظم سے شروع ہوا۔

پروگرام دلچسپ بنانے کے لئے خدام کا SLOW سائیکلنگ، اطفال کا تین ٹانگ اور انصار اللہ کا میوزیکل چیئر کا مقابلہ بھی رکھا گیا۔ اس موقعہ پر ساتھ ہی کچھ فاصلہ پر ایک پبلک اسکول کا اسپیشل پروگرام تھا۔ طلباء ہمارے مقابلے بڑی دلچسپی سے دیکھتے رہے اور ہمارے نظم و ضبط کا مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ اس موقعہ پر صبغۃ اللہ خانصاحب صدر حلقہ کورنگی نے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا۔

ریفریشمنٹ کے بعد مکرم محمود احمد ونیس صاحب نے سائیکل سواری کی افادیت پر تقریر کی۔ بعد ازاں محترم ناظم صاحب ضلع نے احباب کو قیمتی نصائح سے نوازا آپ نے نومبائعین کی شمولیت پر بھی خوشی کا اظہار کیا۔ گیارہ بجے یہ دلچسپ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ ۲۷۔ سائیکل سوار حضرات سمیت ۸۹ احباب نے اس پروگرام میں شرکت کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پروگرام ہر لحاظ سے دلچسپی کا موجب ہوا۔ الحمدللہ۔

(نصیر احمد بٹ زعیم اعلیٰ کورنگی کراچی)

قرارداد تعزیت

محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ کی وفات پر جماعت احمدیہ ضلع شیخوپورہ اور مجلس عاملہ ضلع کی طرف سے ایک تعزیتی قرارداد موصول ہوئی ہے۔ جس میں تعزیتی جذبات کا اظہار کیا گیا۔ اور مرحوم کے اخلاص ہمدردی اور ایثار کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر و جمیل کی دعا کی ہے۔ (ماہنامہ کے صفحات میں گنجائش نہ ہونے کے باعث پوری قرارداد تعزیت شائع نہیں کی جا سکی جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے)

جامعہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ۔ ۱۹ اگست

جامعہ احمدیہ کی تحریک کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں تحریر ہے کہ:۔

۱۔ امیدوار کے لئے فرسٹ ڈویژن میٹرک ہونا ضروری ہے۔ تاہم فرسٹ ڈویژن سے کم نمبر لینے والوں کے لئے ایک ماہ کا کورس مقرر کیا جائے گا۔ جس کے بعد امتحان ہوگا۔ اور APPTITUDE TEST ہوگا۔ اور کامیاب ہونے پر ایسے امیدواروں کا داخلہ کنفرم ہوگا۔ تھرڈ ڈویژن حاصل کرنے والے درخواست نہ دیں۔

۲۔ امیدوار انٹرویو بورڈ کے تحریری اور زبانی امتحان میں پاس ہو۔

۳۔ قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا جانتا ہو۔

۴۔ مقامی امیر کی سفارش امیدوار کے حق میں ہو۔

۵۔ میٹرک پاس امیدوار کی عمر کی حد ۱۷ سال اور ایف۔ اے/ ایف ایس سی کے لئے ۱۹ سال ہوگی۔

۶۔ امیدوار کے تفصیلی طبی معائنہ کی رپورٹ تسلی بخش ہو۔ (تفصیلی طبی معائنہ انٹرویو کے بعد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوگا)

امراء و صدر صاحبان، مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ از راہ مہربانی آپ اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ اس سلسلہ میں خطبات جمعہ اور دیگر ذرائع سے جماعت کے ذہین، ہونہار، خدمت دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوانوں میں وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک فرمائیں اور اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں اور اپنی مساعی سے دفتر ہذا کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

نوٹ: جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو مورخہ ۱۹۔ اگست ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے صبح ہوگا۔ امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ امیدوار کی درخواست اور نتیجہ امتحان میٹرک کی اطلاع ملنے پر انٹرویو کے لئے تفصیلی چٹھی بذریعہ ڈاک بھجوائی جائے گی۔ درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، عمر، تعلیم، امتحان میں حاصل کردہ نمبر اور مکمل پتہ درج کریں۔ درخواست مقامی امیر/ صدر صاحب کی وساطت سے ارسال کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

انگریزی روزنامہ "ڈان" میں شائع ہونے والا مکتوب

ایک خوشگوار حیرت A Pleasant Surprise

(ترجمہ) "پاکستان کے حالیہ سفر کے دوران "موٹروے" پر لاہور سے اسلام آباد جاتے ہوئے میں نے بہت خوشگوار حیرت کا حامل منظر دیکھا۔ "موٹروے" کے ساتھ بالکل سامنے ایک چھوٹا سا گاؤں دکھائی دیا۔ جو پنجاب کے ایک روائتی قصبہ کے تمام لوازمات خدوخال کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ ایک چھوٹی سی سادہ مسجد کے علاوہ ایک معمولی سا چرچ بھی نظر آیا جس کے اوپر حضرت مسیح ناصری کی تصویر' بحالت مصلوب' نمایاں طور پر آویزاں دکھائی دی۔ یہ سارا منظر ہوا کے تازہ جھونکے کی طرح محسوس ہوا۔ خاص طور پر ایسے ماحول میں کہ جہاں تعصب اور مذہبی عدم رواداری بہت بڑھ چڑھ کر ملک کی شناخت اور پہچان بن چکی ہو۔ اس موقع پر مجھے ۶۰ء کے اواخر اور ۷۰ء کے اوائل کا وہ پر مسرت زمانہ ملازمت بہت یاد آیا جو کہ میں نے پاکستان ایئر فورس کے سنہری دور میں گذارا۔ ان دنوں انفرادی یا ذاتی اعتقادات پر پوری قوم کا رویہ بالکل مختلف ہوتا تھا۔ اور پی اے ایف میں تو خصوصاً "ترقی پسندانہ" رجحان کار فرما تھا۔ عقیدہ یا مذہب ہر فرد کی ذات تک محدود سمجھا جاتا تھا۔ کسی کو بھی اس کے مذہب کے حوالہ سے جاننے کی کوشش نہ کی جاتی تھی۔ بے شک بہت ہی قابل' پیشہ ورانہ مہارت میں یکتاء اور از حد محب وطن افسروں میں کئی ایک عیسائی اور احمدی افسر بھی تھے جو "سب تو نہیں لیکن اکثر" پی اے ایف کے اس سنہری دور کے بعد حالات سے مایوس ہو کر بالآخر ملازمت ہی چھوڑ گئے۔

ترکی کی اکثر بڑی عمارتوں پر کمال اتاترک کا یہ قول کندہ نظر آتا ہے۔ "نی ماتلو ترکم وائی اینے" یعنی "خوش اور خوش نصیب ہے وہ جو خود کو ایک ترک کہتا ہے۔" (طاہر عالم۔ می اینا' اٹلی) ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۰ء)

مضمون نگار حضرات سے

ادارہ اہل قلم حضرات اور نئے لکھنے والے احباب کا ممنون ہے کہ وہ رسالہ کے لئے لکھتے ہیں مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مضمون بھجواتے وقت مندرجہ ذیل امور پر خاص توجہ دیں۔

○ مضامین تربیتی' علمی اور تحقیقی ہوں ○ سیرت و سوانح' سبق آموز اور روح پرور واقعات' قبولیت دعا' نفسانی اور معاشرتی مسائل پر مشتمل ہوں ○ مضمون یا نظم اصل بھجوائیں۔ فوٹو سٹیٹ مضمون شائع نہ ہوں گے ○ حوالہ جات اصل کتب سے چیک کر کے تسلی کر لیں۔ بحوالہ یا بے حوالہ کوئی اقتباس نہ دیں۔ ورنہ مضمون کی اشاعت میں تاخیر ہو گی ○ مضمون کاغذ کے ایک طرف اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔ (ایڈیٹر)

انسپکٹران مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے دی گئی الوداعی دعوت (گروپ فوٹو)



بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں) مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب (قائد عمومی) مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب (سابق صدر) مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (موجودہ صدر) مکرم عبدالرشید غنی صاحب قائد مال

ایستادہ (دائیں سے بائیں) مکرم مقصود احمد بٹ صاحب، مکرم مبارک احمد عابد صاحب، مکرم عبدالمجید خاں بلوچ صاحب، مکرم [illegible] صاحب، مکرم مقصود احمد اٹھوال صاحب

Monthly Ansarullah

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No. CPL-92 August, 2000



مجلس عاملہ انصاراللہ برطانیہ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ



انصاراللہ کے اراکین ایک ورزشی مقابلہ (رسہ کشی) میں حصہ لے رہے ہیں

فلاح اور نجات کا سرچشمہ

”......سو تم ہوشیار رہو۔ اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔“

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۶-۲۷)